ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور



احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن سہل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر

(متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت سہلؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے یعنی غروبِ آفتاب کے بعد فوراً ہی افطار کریں گے۔

•

عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل اللیل من ھھنا و ادبر النھار من ھھنا و غربت الشمس فقد افطر الصائم

(متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت عمرؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آئے رات ادھر سے یعنی مشرق سے سیاہی آجائے اور جائے دن ادھر سے یعنی مغرب کی جانب اور غروب ہو جائے آفتاب پس روزہ دار روزہ افطار کرلے۔

•

عن انس بن مالک قال دخل رمضان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذا الشھر قد حضرکم و فیہ لیلۃ خیر من الف شھر من حرمھا فقد حرم الخیر کلہ و لا یحرم خیرھا الا کل محروم۔

(رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ تم میں آیا ہے اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے پس جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم رکھا جاتا اس کی نیکیوں سے مگر وہ شخص جو بے نصیب ہے۔

(ابن ماجہ)

•

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل شھر رمضان اطلق کل اسیر و اعطی کل سائل۔

(بیہقی)

ترجمہ:- حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کو چھوڑ دیتے اور ہر مانگنے والے کو دیتے۔

•

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال یغفر لامتہ فی اخر لیلۃ فی رمضان قیل یا رسول اللہ اھی لیلۃ القدر قال لا ولکن العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ۔

(رواہ احمد)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بخشش کی جاتی ہے امتِ محمدؐ کے لئے یعنی ان لوگوں کے لئے جو روزہ دار ہیں رمضان کی آخری رات میں، پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ! کیا وہ شب قدر ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ نیک کام کرنے والے کو یعنی روزہ دار کو، اس کے کام کی پوری اجرت دی جاتی ہے جبکہ وہ اپنے کام کو پورا کر چکتا ہے یعنی روزوں کو ختم کر چکتا ہے۔

(احمد)

•

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا لرؤیتہ و افطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین۔

(متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو یعنی روزہ کو ختم کرو چاند دیکھ کر۔ اور اگر ابر ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو اور اسی طرح رمضان کے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتقدمن احدکم رمضان بصوم یوم او یومین الا ان یکون رجل کان یصوم صوما فلیصم ذلک الیوم۔

(متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے مگر وہ شخص جو رکھنے کا عادی ہو اس دن کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

(بخاری ومسلم)

•

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الجنۃ تزخرف لرمضان من رأس الحول الی حول قابل قال فاذا کان اول یوم من رمضان ھبت ریح تحت العرش من ورق الجنۃ علی الحور العین فیقلن یا رب اجعل لنا من عبادک ازواجا تقر بھم اعیننا و تقر اعینھم بنا۔

(روی البیہقی الاحادیث الثلثۃ فی شعب الایمان)

ترجمہ:- حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت آراستہ کی جاتی ہے اپنے آپ کو شروع سال سے اخیر سال تک رمضان کے لئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرشِ الٰہی کے نیچے جنت کے درختوں کے پتوں سے ہوا چلتی ہے حورِ عین پر۔ پس کہتی ہیں حوریں۔ اے پروردگار اپنے بندوں کو ہمارا شوہر بنا دے کہ ان کی صحبت کی لذت سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہماری مجالست کی لذت سے ٹھنڈی ہوں۔

•

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ۔

(متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت انسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سحری کھاؤ اس لئے کہ سحر کے کھانے میں برکت ہے۔

(بخاری ومسلم)

محکمہ تعلیم و محکمہ جیل خانہ جات سے منظور شدہ

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

فون نمبر
۶۷۵۴۵

جلد ۸ | ۵ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ یکم فروری سنہ ۱۹۶۳ء | شمارہ ۳۹

مُلکی سیاسیات

مارشل لاء کے نفاذ سے پہلے پاکستان کے اندرونی حالات اس قدر خراب تھے کہ ملک کے ہر بہی خواہ کی زبان پر صرف یہی سوال تھا کہ " پاکستان کا کیا بنے گا ؟ " اسکندر مرزا کی حکومت نہ صدارتی حکومت تھی اور نہ ہی جمہوری حکومت کے نام سے اُسے موسوم کیا جا سکتا تھا۔ خارجی سیاسیات میں بھی حکومت کا طرز عمل غیر پسندیدہ اور مضحکہ خیز تھا۔ جس وقت مصر پر برطانیہ، فرانس، اور یہودیوں نے مشترکہ سازش کے تحت مل کر اچانک حملہ کیا اور جب دشمنانِ اسلام کے ہوائی جہاز مصر کے شہروں پر آگ برسا رہے تھے، بحری توپوں کے دہانے کھلے ہوئے اور گولہ باری میں مصروف تھے، قاہرہ اور دیگر مصری شہروں میں حشر کا منظر برپا تھا، مسجدیں، بازار، شاہراہیں اور مقدس مقامات آگ کی لپیٹ میں تھے، صحرائے سینا میں تیس ہزار مصری فوج دشمنوں کے نرغے میں تھی، برطانیہ عظمیٰ جنگی جہازوں کے بل بوتے نہر سویز پر قبضہ جمانے کے بعد مشرق وسطےٰ اور نو آزاد ممالک پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ برطانوی چھاتہ بردار فوجیں سرزمین مصر پر دھڑا دھڑ اتاری جا رہی تھیں اور اِن کے مقابلے میں مصری جانباز، بوڑھے اور جوان موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دادِ شجاعت دے رہے تھے، بچے بچیاں اور مرد و زن جام شہادت نوش کر رہے تھے اور ان حالات کے پیش نظر جبکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے دل مصریوں کے غم میں نڈھال تھے، قنوتِ نازلہ پڑھی جا رہی تھی، اللہ کے لاکھوں نیک بندے بارگاہِ صمدیت میں سربسجود ہو کر ان کے لئے استعانت غیبی کی دعائیں کرتے اور ان کے دل مصری بھائیوں کی مشکلات پر خون کے آنسو رو رہے تھے۔ عین اس وقت ہمارے سابق صدر مملکت اسکندر مرزا اور سابق وزیر اعظم پاکستان سید حسین شہید سہروردی ایران اور مشرق وسطیٰ کا دورہ کرتے ہوئے معاہدہٗ بغداد کی گرہیں مضبوط کر رہے تھے ——— چنانچہ جب وزیر اعظم موصوف نے مصر جانے کا خیال ظاہر کیا تو صدر مصر نے ٹکا سا جواب دے دیا۔ کہ ہم اس وقت آپ کی آؤ بھگت کرنے کے لئے فارغ نہیں ——— ہمارے ملک میں تشریف لانے کی زحمت گوارا نہ فرمائیں لیکن پاکستانی مسلمانوں کی دلی ہمدردیاں اسلامی روایات کے مطابق ہر گھڑی مصر کے ساتھ رہیں۔ جس کا ثبوت ساری قوم نے مصر کے ساتھ ہمدردی کے مظاہروں کی صورت میں دیا۔ اسی لئے صدر مصر نے بعد میں پاکستان کا دورہ کر کے پاکستانی مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا ———

بہر حال مارشل لاء سے قبل ہماری خارجہ پالیسی اور داخلی معاملات اس قدر پیچیدہ اور ناگفتہ بہ حالات سے دوچار تھے کہ ہر پاکستانی مسلمان پاکستان کے مستقبل کے متعلق انتہائی فکر مند تھا۔ ایران و پاکستان کے وفاق کی خبریں اسی طرح گرم تھیں جس طرح آج کل پاکستان اور ہندوستان کے مشترکہ دفاع کی خبریں زدروں پر ہیں ——— ہمارے خیال میں دونوں تصورات کی جائے پیدائش سرزمین امریکہ ہے۔ وفاق کا نظریہ بھی وہیں پیدا ہوا اور مشترکہ دفاع کے منصوبے بھی وہیں جنم دیئے گئے ——— خیر خدا خدا کر کے کہیں وہ دَور گزرا۔ فوجی حکومت نے نظم و نسق سنبھالا لوگوں نے قدرے سُکھ کا سانس لیا۔ اور عوام نے فوجی حکومت سے بہت سی توقعات وابستہ کر لیں۔ مگر چند مہینوں کے بعد حالات پھر پلٹا کھانے لگے۔ اور سفر معکوس شروع ہو گیا۔ حکومت نے ملک کو عائلی قوانین کا تحفہ دیا۔ اور ساتھ ہی ایک آئین بھی جمہوریت پسندوں کے ہاتھوں میں پکڑا دیا۔ جس کی رہنمائی میں جمہوریت پسندوں نے ایوان حکومت تک رسائی حاصل کی اور اب ان سیاست دانوں کو آئین میں صدر محترم کی ذات کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا ملک پارٹی بازی کا شکار ہو چکا ہے، کوئی آئین میں ترمیم چاہتا ہے۔ اور کوئی سرے سے ہی تنسیخ کا مطالبہ کر رہا ہے، کسی کو صدارتی طرزِ حکومت پسند ہے اور کوئی جمہوریت کے راگ الاپنے میں مگن ہے۔ باہمی خلفشار کا یہ عالم ہے۔ کہ ایک ہی پارٹی کے دو عہدے دار ایک دوسرے کی معزولی کے اعلانات کرنے میں عزت سمجھتے ہیں اور اس سارے ڈرامے کا افسوس ناک پہلو یہ ہے۔ کہ ایک دوسرے پر الزامات عائد کرتے ہوئے اخلاقی حدود اور مذہبی قیود کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی ——— سارے ملک میں کوئی آواز نہیں جو صحیح اسلامی اقدار کو بروئے کار لانے کا نعرہ بلند کرے اور خلافت راشدہ کے دور کا نظام رائج کرنے کی داعی ہو ——— اسلام کے نام سے کام

مجلس ذکر

منعقدہ جمعرات ۲۷ شعبان المکرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء

رحمتوں کا مہینہ

ذکر کے بعد جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہٗ نے ناسازئ طبع اور قلت وقت کے باعث نہایت مختصر سی تقریر فرمائی ــــ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

یہ جمعرات ہمارے لئے الفراق بيني وبينكم کے حکم میں ہے گویا کہ رمضان المبارک کی تراویح کی وجہ سے حسب دستور ایک ماہ تک مجلس ذکر منعقد نہ ہونے پائے گی۔ آئندہ مجلس ذکر انشاء اللہ جمعرات ۲۸ فروری ۱۹۶۳ء کو منعقد ہوگی۔ گزشتہ مجلس میں میں نے رمضان المبارک کی تیاری کے سلسلہ میں کچھ گذارشات عرض کر دی تھیں اب مہینہ بھر ہمارا اوڑھنا بچھونا رمضان ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو باران رحمت میں خود بھی نہائیں اور رحمت کا پانی محفوظ کر کے بھی رکھ لیں گے رحمت کی بارش ہوا چاہتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ کی حدیث کی طرف اشارہ فرمایا تھا ــــ

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهٖ ثُمَّ يَصُوْمُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ ــــ

حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے دنوں کا شمار رکھتے تھے۔ اس قدر احتیاط کے ساتھ کہ کسی اور مہینہ کے دنوں کی اتنی پرواہ نہ کرتے تھے۔ پھر رمضان کا چاند دیکھ کر آپ روزہ رکھتے (ابوداؤد)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ ــــ

حضرت ام سلمہ رض کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مہینے متواتر روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ مگر شعبان اور رمضان کہ ان دونوں مہینوں کے آپ مسلسل روزے رکھتے تھے (ترمذی ابن ماجہ)

غرض جو شخص رمضان میں چاہے کہ اللہ کی عبادت کرے تو اسے شعبان میں ہی تیاری شروع کر دینی چاہیئے ــــ اور شعبان میں ٹریننگ بھی ہو جاتی ہے شروع شروع ایک دو روزے یوں ہی خراب ہوتے ہیں۔ غلیبت شکایت اور ناشکری سے آدمی باز نہیں آتا۔ عموماً انسان کبھی زمانے کی شکایت کرتا ہے کبھی لوگوں کی شکایت کرتا ہے۔ انسان ناشکرا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ جب انسان کو اپنے عیب دیکھنے کی عادت ہو تو اس کی نظر میں کسی کا عیب ہی نہیں رہتا۔ اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَّ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا ــــ

اے اللہ مجھے میری نظر میں چھوٹا بنا دے اور لوگوں کی نظروں میں بڑا بنا دے (یعنی مجھے اپنے منہ آپ میاں مٹھو بننے سے بچائے)

حضرتؒ نے ایک بورڈ تیار کیا ہوا تھا فرماتے تھے اس کے ذریعہ اپنے گناہوں کا محاسبہ کیا کرتا ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ کہ احسان جتا کر یا ایذا رسانی سے اپنے صدقات وخیرات کو ضائع نہ کریں بلکہ نیکی کر دریا میں ڈال کے مصداق نیکی کر کے بھول جائیں یہ قرآن کی سالگرہ کا زمانہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ہی جہاد کی داغ بیل ڈالی تھی۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسِتَّ عَشَرَةَ مَضَتْ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ الخ

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم سولہویں تاریخ رمضان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو روانہ ہوئے تھے۔ کون جانتا ہے کہ آئندہ سال رمضان کسے نصیب ہوگا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال سترہ رمضان المبارک کو ہوا ــ حضرتؒ پر ہمیں پورا اعتماد اور بھروسہ تھا اور وہ ہمارے واسطے دونوں جہانوں کے لئے وسیلہ تھے ــــ وَسِيْلَتُنَا فِي الدَّارَيْنِ۔ مگر اب اپنے گناہوں کی گٹھڑی کو ڈھونے کا بوجھ اپنے کندھوں پر آپڑا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ نفس کی وفاداری نہ کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانثار اور اللہ کے فرمانبردار بندے بنیں۔ مرنے کے بعد اگر ایمان سلامت رہا تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر حضورؐ کی شفاعت سے نجات ہو جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنَا فِي الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

اے اللہ ہمیں بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل فرما دے۔ آمین

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر نماز کو آخری نماز سمجھو اور ہر سانس کو آخری سانس مسٹر محمد علی کل شام تک ہمارے وزیر خارجہ تھے۔ لیکن ۹ بجے رات بیوی اور بچوں اور وزارت سب کو داغ مفارقت دے گئے۔ انسان اگر طب یا سائنس کے بھروسے پر جی سکتا تو کوئی بھی نہ مرتا ــ ہمارے وزیر خارجہ بھی کچھ بڑی کے نہیں تھے۔ جسے اللہ رکھے اُسے کوئی مار نہیں سکتا ؎

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

کسی نے حضرتؒ سے پوچھا کہ قرآن کا خلاصہ کیا ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا۔ حضرتؒ نے فرمایا ــــ بندے سے توڑ اور خالق سے جوڑ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا محتاج تو بے شک بنائے لیکن بندوں کا محتاج نہ بنائے ــــ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ ساری کائنات کے لئے شمع ہدایت ہے۔ جتنا کوئی حضورؐ کے دروازہ کا غلام ہوگا۔ اتنا ہی مخلوق کا خدمت گزار ہوگا۔ اللہ کا دیا

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ بمطابق ۲۵ جنوری ۱۹۶۳ء

روزہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے

از جانشین شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۳ - ۱۸۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ گنتی کے چند روز۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کر لے اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا۔ پھر جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔

بزرگانِ محترم

اللہ تعالیٰ نے روزے کی فرضیت حکمت اور اس کے سلسلے میں بعض ضروری احکام کا ذکر جو مذکورہ آیات میں کیا ہے ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ روزہ ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اس سے غفلت، سستی اور روگردانی بہت بڑا گناہ ہے۔ اسی آیت کے پیشِ نظر فقہا نے روزے کی فرضیت کے انکار کو کفر قرار دیا ہے۔

۲۔ روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض رہا ہے۔ اسلام نے کوئی انوکھی بات نہیں کی۔

۳۔ روزہ کا مقصد انسان میں روح کی پاکیزگی۔ پرہیزگاری، سپاہیانہ ہمت تزکیۂ نفس اور خواہشاتِ نفسانی کو مغلوب کر کے ان پر حکمرانی کا ملکہ پیدا کرنا ہے

۴۔ روزوں کی تعداد مقرر ہے۔ یعنی رمضان کے مہینے میں کبھی ۲۹ اور کبھی ۳۰ دن۔

۵۔ اگر رمضان کے مہینے میں کوئی شخص بیمار ہو اور اس قابل نہ ہو کہ روزے پورے کر سکے تو وہ اس مہینے کی بجائے کسی اور وقت جبکہ وہ تندرست ہو روزے رکھ سکتا ہے۔

۶۔ ان دنوں اگر کوئی شخص سفر پر ہو تو وہ اپنے روزے کسی اور وقت پورے کر سکتا ہے۔

۷۔ فدیہ کی مقدار ایک فقیر کو کھانا کھلانے کے برابر ہے۔ لیکن اگر کوئی صاحب ایمان ان رعائتوں کا مستحق ہوتے ہوئے بھی روزہ رکھے اور جذبۂ شوق کی وارفتگی میں اپنی خوشی سے نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے تو اس کے مرتبے کا کیا پوچھنا اور اس کے افضل و برتر ہونے میں کیا شبہ۔ یہ تو اس کے حق میں اور بھی بہتر ہے۔

روزہ اصطلاحِ شریعت میں

اسے کہتے ہیں کہ انسان طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک اپنے کو کھانے، پینے اور عملِ زوجیت سے روکے رہے یعنی اس مدتِ معینہ میں اپنے قصد اور ارادہ سے جائز اور طبعی خواہشوں کی تکمیل سے بھی باز رہے فلیت، بے حیائی، فحش کلامی، بدزبانی وغیرہ گناہوں کے قریب نہ پھٹکے روزے کے دوران گناہوں سے بچنے کی تاکید احادیث نبویؐ میں بار بار وارد ہوئی ہے۔

روزے کے تین درجے

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں روزے کے تین درجے بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ عوام کا روزہ (۲) خواص کا روزہ (۳) خواص الخواص کا روزہ

"عوام کا روزہ پیٹ اور فرج کو شہوات سے روکنے سے عبارت ہے۔ خواص کا روزہ اعضاء و جوارح کو معاصی سے پاک رکھنا ہے اور خواص الخواص کا روزہ اللہ جل شانہٗ کے علاوہ ہر چیز سے پہلو تہی کرنا ہے۔"

خدا کی مہمانی

حدیث میں آیا ہے کہ جب فرشتہ روزہ دار کا روزہ لے کر آسمان پر چڑھتا اور حق تعالیٰ کے روبرو پیش کرتا ہے تو اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

"اے روزے! کیا میرے بندے نے تیری عظمت و توقیر کی؟" روزہ کہتا ہے اے اللہ! بے شک تیرے بندے نے مجھے اپنے نفس کے بزرگ ترین شریف تر مقام میں اتارا اور نہایت عمدہ طور پر میری مہمانی کی۔ اس نے مجھے نمازِ تراویح کے دسترخوان پر بٹھایا اور میری خدمت میں کھڑا رہا۔ اس نے میری خاطر اپنی دونوں آنکھوں کو حرام سے محفوظ رکھا اور کانوں کو باطل اور ناپسند باتوں کے سننے سے باز رکھا۔"

اس پر خوش ہو کر حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ دار بندہ آج ہمارا مہمان خصوصی ہوگا۔

کیا آسمانوں اور زمینوں کے سارے اعزازات اور انعامات اس اعزاز کی برابری کر سکتے ہیں کہ مخلوق خالق کا بندہ خدا کا، عبد معبود کا مہمان ہو؟ انسان کی کیسی افسوسناک نادانی ہے کہ اتنے اور سستے سودے کو بھی اپنی غفلت بے پروائی کی نذر کر دیتا ہے۔

مقصدِ روزہ

خدائے اسلام غنی اور بے نیاز ہے وہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔ جس طرح وہ ہمارے رکوع و سجود اور تسبیح تکبیر سے بے نیاز ہے اسی طرح اسے ہمارے بھوکے اور پیاسے رہنے، ہمارے روزہ و تراویح، ہماری سحری و افطاری کی بھی کوئی حاجت نہیں۔ یہ تمام امور

ہمارے ہی نفع و فائدے کے لئے ہیں مقصود صرف ہماری فلاح و بہبود ہے ہمارے کمالات کی نشو و نما اور ہماری ہی ترقی پیش نظر ہے۔ہم میں ضبط نفس پیدا کرنا اور ہمیں ہی اپنی خواہشاتِ نفسانی پر حاکم بننے کی تعلیم دینا مطلوب ہے۔

چنانچہ

روزہ رکھنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسان متقی بنے، حیوانیت کے غار سے نکل کر ملکوتیت کے آسمان پر جلوہ گر ہو۔

برادرانِ اسلام

روزہ کے معنی ہی یہی ہیں کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے، سامانِ زندگی مہیا کرنے والے، موت و زندگی، بیماری و تندرستی، ہر چیز پر قدرت رکھنے والے حاکم و آقا کے سامنے عہد کرتا ہے کہ وہ صرف اُسی کے لئے وقف ہے زبان اگر کھلے گی تو کلمۂ حق پر، کان اگر سنیں گے تو صرف سچی آواز، آنکھ اگر دیکھے گی تو صرف امرِ حق کو، دل اگر سوچے گا۔تو صرف سچائیوں کو، ہاتھ اور پاؤں اگر حرکت میں آئیں گے تو رضائے ایزدی کی خاطر صرف سچائی کی راہ میں۔

نماز اور روزہ

اسلام کے ارکان خمسہ میں نماز اور روزہ کو جو اہمیت حاصل ہے۔وہ کسی کلمہ گو مسلمان سے پوشیدہ نہیں۔خود رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بعد جو عبادت سب سے زیادہ محبوب تھی وہ روزہ تھا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر روزے سے رہتے تھے اور روزوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ اہل خاندان اور اصحاب دنگ رہ جاتے تھے۔نماز سے شغف کا بھی یہی حال تھا کہ راتوں کو بارگاہِ ایزدی میں کھڑے کھڑے پاؤں سوج جاتے لیکن طبیعت مبارکہ سیر نہ ہوتی اور سوال کرنے پر فرماتے "کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

بہر حال عرض کرنا یہ مقصود ہے کہ ہر دو عبادات میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔حقیقت دونوں کی ایک ہے۔نماز بارگاہِ خداوندی میں حاضری اور مالک حقیقی سے شرفِ ہمکلامی کا نام ہے۔اس راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں اور موانعات سے پرہیز کا نام روزہ ہے۔

اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو جس طرح اس کی جسمانی صحت کی بحالی کے لئے دوا اور پرہیز لازم و ملزوم ہیں۔اسی طرح روح کی بالیدگی اور روحانی امراض سے شفا یابی کے لئے بھی دوا اور پرہیز کی ضرورت پڑتی ہے۔

روح چونکہ عالم ملکوت سے تعلق رکھتی ہے۔اس کی غذا اور دوا ذکر الٰہی اور یادِ خداوندی ہے۔نماز ذکر اور عبادات کا مجموعہ ہے اس سے روح کو سکون اور قلب کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔یہ روح کے لئے بمنزلہ دوا کے ہے خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل، کھانے پینے میں زیادتی کرنا، عورت سے میل ملاپ پر حریص ہونا، جھوٹ بولنا، سخت کلامی کرنا، کسی کا دل دکھانا، غیبت کرنا، حرص وطمع یہ سب چیزیں روح کی بالیدگی کے لئے مضر اور صحت روحانی کو تباہ کرنے والی ہیں۔چنانچہ صحت روحانی کی بحالی کے لئے ان سے پرہیز لازم ہے روزہ اس قسم کی تمام چیزوں سے پرہیز کراتا ہے۔اور اسی لئے روزہ دار کے لئے یہ ممنوع ٹھہریں۔ظاہر ہے کہ اس حال کے پیش نظر نماز اور روزہ کو روحانی شفا یابی کے لئے وہی حیثیت حاصل ہے جو جسمانی علاج میں دوا اور پرہیز کو حاصل ہے۔

دوسرے نماز میں جس طرح عبدیت کی تکمیل ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح روزہ دار کو اخلاق الٰہی کے ساتھ کافی مناسبت و مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔بھوک اور پیاس سے بے نیازی، صبر و ضبط، قوت و اختیار، حلم و تحمل، عفو و درگزر یہ سب شانیں اللہ رب العزت کی ہیں، مالک حقیقی اور خالق کائنات کی ہیں۔جن کی روزہ دار صرف نقل کرتا ہے پھر یہ کیونکر ہے کہ جو شے کچھ دیر ہی کے لئے سہی آپ میں اس کیفیت سے مناسبت پیدا کر رہی ہے، آپ کو "تخلقوا باخلاق اللہ" کا مصداق بنا رہی ہے اُسی نعمتِ عظمیٰ کی جانب لپکنے میں آپ تامل کر رہے ہیں۔سستی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور غفلت سے کام لے کر بعد میں کف حسرت ملنے کے .....تمنائی ہیں۔

روزہ کی بزرگی اور اس کا اجر

روزہ کی بزرگیوں میں بہت بڑی بزرگی یہ ہے کہ اسے حق تعالےٰ جل شانہٗ نے اپنی مقدس ذات کی طرف منسوب فرمایا ہے۔چنانچہ حدیث قدسی ہے

الصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

روزہ میرے لئے ہے اور اس کا اجر خود میں ہوں

اندازہ فرمائیے! خداوند قدوس کس قدر عظیم اجر روزہ کا بیان فرما رہے ہیں جس سے بڑھ کر کوئی اجر اور ہو سکتا ہی نہیں۔حوریں نہیں، جنت کے قصور محل نہیں، کوئی اور ایسی نعمت نہیں جسے عقل سمجھ سکے بلکہ خود اللہ رب العزت اس کا اجر ہیں۔

کیا زمینوں اور آسمانوں کی ساری نعمتیں ساری برکتیں، ساری بادشاہتیں مل کر بھی اس ایک اجر کے سامنے پیش کی جا سکتی ہیں۔کون ہے جو خدا کی ہمسری کا دعویٰ کرے۔اور اس کے روبرو ہونے کی تاب لا سکے!

سلطان محمود غزنویؒ اور ایاز کا واقعہ

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے غلام ایاز سے بے حد محبت تھی۔اور یہ محبت ایاز کے اوصاف حمیدہ اور اس کی وفاداری و جاں نثاری کے صدقے میں تھی۔امراء و وزراء ایاز کے اس اعزاز پر دل ہی دل میں کڑھتے تھے۔انہیں ایک غلام کا اس درجہ احترام ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔چنانچہ وہ جی ہی جی میں اُس سے حسد رکھتے تھے۔آخر انہوں نے ایک دن بادشاہ سے کہہ ہی ڈالا کہ بادشاہ سلامت ہمیں یہ کسی طرح گوارا نہیں کہ دربار میں ایک غلام۔تو اس قدر اعزاز و اکرام کا حامل ہو۔اور امراء و رؤسا اور وزراء اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھے جائیں۔اس طرح ہمارے مناصب کی توہین ہوتی ہے۔آخر ہم میں کون سی ایسی خوبی ہے جو موجود نہیں اور اس میں وہ موجود ہے۔بادشاہ ان کی اس گفتگو پر مسکرا دیا اور کہا کہ کسی دن اس کا امتحان ہو جائے گا۔

مقصدِ تخلیقِ انسانی

مرتبہ :- جناب احمد عبدالرحمٰن صدیقی نوشہرہ ، صدر

مندرجہ ذیل تقریر شیخ الاسلام والمشائخ قطب الاقطاب مرشدنا و مخدومنا اعلیٰ حضرت مولانا الحاج احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہٗ — کا وہ درس قرآن ہدیہ قارئین کرام کیا جا رہا ہے۔ جو حضرت اقدسؒ نے ۵ دسمبر ۱۹۶۰ء بمطابق ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ بروز سوموار بعد از نماز عشاء جامع مسجد نوشہرہ صدر کے عظیم اجتماع سے ارشاد فرمایا تھا۔ حضرت اقدسؒ نے یہ سفر باوجود ضعف بیماری و پیرانہ سالی کے صرف ہم خدام و متوسلین کے بار بار اور ازحد، اصرار پر بذریعہ طیارہ طے فرمایا —

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ! فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی۔ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ○ (سورۃ انعام)

اس سے قبل سپاسنامے پیش کئے گئے جو پروگرام میں نہیں تھے۔ اور نہ ہی مجھے علم تھا۔ یہاں کے حضرات نے اپنی خواہش پوری کی۔ مجھے تو ان باتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ بہر حال اللہ تعالےٰ انہیں برکت عطا فرمائے — اپنی رضا پر چلائے۔ اور دنیا سے ایمان کے ساتھ اُٹھائے۔ آمین ثم آمین

ان آیات تلاوت شدہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان مرد و زن کا نصب العین حیات بیان فرمایا ہے۔ یہ نصب العین حیات بالفاظ دیگر مقصد زندگی ہے۔ آج کل معاملہ الٹ ہے۔ یعنی لوگ مطلوب کو غیر مطلوب اور غیر مطلوب کو مطلوب بنا بیٹھے ہیں۔ روٹی کے لئے سب گرداں ہیں۔ حالانکہ وہ ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے ارشاد ہوتا ہے

وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُہَا (پ ۱۲ - رکوع ۱)

ترجمہ! اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں۔ مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔

یعنی سب کے سب متحرک حیوانات کی روزی کا ذمہ خدا نے خود لیا ہے۔ اور لوگ خدا کے ٹھیکے میں خواہ مخواہ دخل اندازی کر رہے ہیں۔ یہی غلطی دوسری قوموں میں تو ہے اب خود مسلمانوں میں بھی ہے۔ میں لاہور میں خطبہ جمعہ میں دعویٰ سے کہا کرتا ہوں۔ کہ مرد مسجد کے مردانہ حصے میں اور مستورات زنانہ حصہ میں بیٹھ جائیں۔ میں بھی ساتھ بیٹھ جاؤں گا۔ اور صرف اللہ تعالےٰ کی یاد میں لگے رہیں گے۔ میں تمہیں سونے نہیں دوں گا، رات کو بھی اٹھا کر ذکر کراؤں گا اور تم بس صرف ذکر میں مصروف رہو۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لا الٰہ الا اللّٰہ، الا اللّٰہ، اللّٰہ، ھو۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے آزمائیں، تاکہ کھرے کھوٹے میں تمیز ہو جائے۔ اور جب آزمائیں گے تو پھر دیکھنا۔ پلاؤ، زردے کی دیگیں خود بخود آئیں گی۔ اصحاب کہف کی طرح اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا۔ دنیا میں یہ بات پھیل جائے گی۔ کہ فلاں جگہ اصحاب کہف بیٹھے ہوئے ہیں۔ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ الآیۃ! یہ ہے قرآن کا بیان اور اور ہر مسلمان کا ہے اس پہ ایمان — پھر افسوس کہ مسلمانوں نے قلب موضوع کر رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد تو یہ ہے

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ○ مَاۤ اُرِیۡدُ مِنۡہُمۡ مِّنۡ رِّزۡقٍ وَّمَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ یُّطۡعِمُوۡنِ ○ الآیۃ

(ترجمہ)

میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے، میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں

روٹی، روٹی، روٹی)......

...کے لئے سرگرداں اور خدا کی یاد سے غافل۔ تم میری باتوں کو مانو یا نہ مانو جب میں لاہور سے یہاں آیا ہوں۔ تو آپ پر اتمام حجت ہوا۔ یہ کچھ وعظ نہیں ہے۔ اب آپ کو سننا پڑے گا۔ تم مانو یا نہ مانو قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکوگے رَبَّنَا مَا جَآءَنَا مِنۡ نَّذِیۡرٍ ○ کہ اے اللہ ہمیں کسی نے ڈرایا نہیں تھا، پھر نہیں کہہ سکوگے کہ اے اللہ تیرا کوئی بندہ آیا نہیں تھا۔ یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار میں یہ نہ کہہ سکوگے کہ یا رسول اللہؐ آپ کے دروازے کا کوئی غلام آیا نہیں تھا۔ یا تو تم مجھے بلاتے نہ — اور بلایا ہے تو سننا پڑے گا۔ اگر خدا پہ ایمان ہے۔ اور قرآن مجید سچا ہے۔ تو خدا نے ہر چیز کے رزق کا وعدہ فرمایا۔

کُلُّ مَا یَدِبُّ عَلَی الۡاَرۡضِ فَرِزۡقُہٗ عَلَی اللّٰہِ

حضرات علماء کرام تشریف فرما ہیں۔ پوچھو کہ میں سچ کہتا ہوں کہ نہیں۔ نصب العین حیات خدا نے عبادت مقرر کی ہے۔ سوائے عبادت کے کوئی کام سپرد ہی نہیں کیا — مسلمان تو پڑھے قرآن اور کرے مخالفت قرآن۔ وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُہَا۔ الآیۃ جو چیز جہاں میں زندہ ہے۔ ہر زندہ چیز کا رزق خدا کے ذمہ ہے۔ اے انسان جتنا خدا نے تجھے اعلیٰ پیدا کیا تھا۔ اتنا ہی تو ذلیل ہو گیا۔ معاف کیجئے۔ میں نے گدھوں اور گھوڑوں کو متوکل علی اللہ دیکھا ہے۔ مگر مسلمانوں میں نہیں — اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ○

مَآ اور اِلَّآ کلمات حصر ہیں۔ اسی طرح وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ میں بھی کلمہ حصر ہے۔ رزق کا خدا ٹھیکیدار اور عبادت کے تم ذمہ دار ہو۔ یاد رکھو۔ میں جرأت سے کہتا ہوں۔ گدھا ڈبل ڈیوٹی دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے — اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ وَلٰکِنۡ لَّا تَفۡقَہُوۡنَ تَسۡبِیۡحَہُمۡ۔

ترجمہ! اور ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ مگر تم نہیں سمجھتے —

الا جن کو خدا تعالےٰ سمجھ عطا فرمائے وہ سمجھتے ہیں۔ مگر عام طور پر نہیں سمجھتے سبحان اللہ سبحان اللہ کا ذکر جاری رہتا ہے مگر تم نہیں سمجھتے۔ یہ باطنی معرفت اللہ والوں کی صحبت سے ملتی ہے۔ گدھا مالک حقیقی خداوند تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے۔ مالک مجازی انسان کا بورا اٹھائے جا رہا ہے۔ ڈنڈے کھائے جا رہا ہے۔ میں نے یہ چیز علوم ظاہری کے علماء کرام کے پاس بارہ برس اور باطن کے صوفیائے عظام کی صحبت میں چالیس سال رہ کر سیکھی ہے۔ اللہ تعالےٰ بالکل سچ فرماتے

ہیں۔ گدھا ڈبل ڈیوٹی دیتا ہے۔ گھوڑا چار سواریاں پانچواں کوچوان چھوٹا ٹانگے کو کھینچتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر و تسبیح بھی کرتا جا رہا ہے، یہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں اور دکھا سکتا ہوں مگر اتنی لمبی صحبت کسے نصیب ہو۔ الغرض درخت، پتھر، گدھے جانور تسبیح کرتے ہیں، جب تک اپنے اصل اور مرکز میں کھڑے رہیں۔ تسبیح کرتے ہیں کٹ جاہیں تو تسبیح رُک جائے۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند
وز جدائی ہا شکایت می کند

اب فرمایئے۔ کہ گدھا، گھوڑا۔ تم سے اچھا ہی ہوا نا۔ اب تو یہاں نماز نہیں ہے تو اور کیا۔ آئے تھے دُنیا میں خدا کی یاد کے لئے لگے روٹی کھانے اور کمانے۔ تم خدا کی یاد میں بیٹھ جاؤ۔ تین چار فاقے آئیں گے تاکہ کھرے اور کھوٹے معلوم ہو جائیں۔ پھر دعوتیں آئیں گی۔ لوگ کہیں گے۔ اصحٰب کہف ہیں قرآن واجب الاذعان میرا اور آپ کا ہے اس پر ایمان۔ ہمارا مقصد حیات عبادت خداوندی ہے۔ کمانا نہیں۔ اب کتنے انسان ہیں۔ جن میں مقصد حیاتِ انسانیہ ہے ؎

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

جس کے لئے خدا نے پیدا کیا تھا۔ اس سے کوسوں دور۔ اور روٹی کے لئے شب و روز دھوڑ دھوپ، نمازیں قضا کریں۔ روزے نہ رکھیں جب اللہ کا اعلان ہی ہے۔ کہ آدمی کی تخلیق فقط عبادت الٰہی کے لئے ہے ایک خدا کے بندے نے فارسی میں کہا ہے

؎ خدا خود میر سامان ست ارباب توکل را

سب سے بڑی خرابی یہی ہے۔ کہ رزق کی تلاش میں سرگرداں اور اللہ کی یاد سے غافل یہی بہت بڑا جرم ہے۔ جب خدا تعالےٰ پر ایمان ہے تو اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ پر کیوں نہیں۔ کبھی یہ سودا تو خدا سے کر کے ہی دیکھو۔ ورنہ مقدمہ تو بنا بنایا ہے۔ خدا تعالےٰ فرمائے گا۔ میں نے جو رزق کا ٹھیکہ لیا تھا۔ تم کیوں اتنے سرگرداں ہوئے۔ کہ میری یاد بھی بھلا دی۔ کیا قرآن نہیں تھا۔ علماء کرام نے نہیں کہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ الآیۃ کہ کہہ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کے لئے ہے، میری نماز، میری زندگی، میری موت میری عبادت سب کچھ صرف ایک اللہ کی راہ میں قربان ہے۔ ان کاموں میں خدا کے سوا کوئی میرا مقصود بالذات نہیں اسی کا نام ہے اسلام ——

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ مسلمان کہتے ہیں اسی کو۔ معلوم ہوا اسلام اسی کا نام ہے۔ خدا تعالےٰ خود فرماتے ہیں

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ الخ (سورۃ الاحزاب ۱۹۶) - آپ ہمارا نمونہ ان سب کاموں میں ہیں۔ ارشاد فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہی باتیں آپ سے کہوں وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ۔ مسلم کے معنی ماننے والا یا انکار کرنے والا؟ آپ سب سے پوچھتا ہوں۔ بہر تقدیر ہر مسلمان کا یہی زاویۂ نگاہ اور نصب العین ہونا چاہیئے —— مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ جو اللہ عزوجل کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کا ہو جاتا ہے —— سب انبیاء علیہم السلام یہی کہتے تھے۔ وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (الشعراء ۱۴۶)

اے دنیا دارو۔ تم کھاتے ہو رزق اللہ کا مِنْ حَیْثُ یَحْتَسِبُ اور اللہ والے کھاتے ہیں مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (قرآن مجید میں ہے

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ طـ (طلاق ع)

تم دوکان کا حساب آمدنی وغیرہ لگا کر کھاتے ہو۔ اور وہ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ کھاتے ہیں ؎

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا

میں یہ سمجھا رہا ہوں، کہ اللہ تعالےٰ کا فرمان کیا تھا۔ اور آپ کیا کر رہے ہیں آج کل جتنے عقیل ہیں۔ خدا کی رحمت سے دور ہیں۔ یہ کوتاہ دماغ اتنی بات نہیں سمجھتے۔ باقی ہر بات سمجھتے ہیں، پرندے سارے توکل سے کھاتے ہیں بلی کتے کو دیکھا ہے۔ خدا تم نے دیا کھا لیا نہ دیا نہ کھایا۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہیں انسان بنائے۔ انسان وہ ہے۔ کہ انسانیت کا معنیٰ اس میں پایا جائے مقصدِ انسانیت پورا کرے تو انسان ہے، نہ کرے تو انسان نہیں۔ اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ خدا پر اعتماد نہیں۔ ہدایت پر عمل نہیں کرتے۔ ایسے لوگ گدھے سے بدتر ہیں۔ بہت سی چیزیں تم کھاتے ہو۔ جو حرام ہوتی ہیں۔ باطنی بینائی سے پہچانی جاتی ہیں۔ چالیس سال میری طرح بیٹھ جاؤ۔ معلوم ہوگا۔ جب انسان کی اکثر غذا حرام ہو: تو مسلمان رہتا ہے؟ یہ احتیاط اور معرفت درسِ نظامی کی کتابوں سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔ ذکر و فکر سے ہوتی ہے۔ اب میں تبلا سکتا ہوں۔ کہ فلاں چیز حلال ہے یا حرام۔ یہ چیز میں نے اہل اللہ کے ہاں سیکھی ہے۔ میں نے ہدایہ اولین حمداللہ، ملاحسن، قدوری، ایسا غوجی، چھوٹے بڑے رسالے سارے پڑھ چکا ہوں۔ ان سے باطنی معرفت حاصل نہیں ہوتی صحبت اولیاء سے حاصل ہوتی ہے۔ اب جس نے ساری زندگی اور ہر لحہ کو خدا کی یاد میں وقف نہ کیا۔ تو وہ کامل مسلمان نہیں یہ چیز مسلمان کامل ہونے کی شرط ہے۔

جب خدا نے سمجھایا اور نہ کہوں تو کتمان حق ہو جائے گا۔ ہم مجرم بنیں گے

؎ آں را کہ حساب پاک است۔ از محاسبہ چہ باک

اِنَّ صَلٰوتِیْ الخ الآیۃ۔ اِنَّ تاکید جملہ کے لئے ہے۔ جس انسان کا نصب العین یہ آیت ہو۔ اُسے کوئی فکر و باک نہیں۔ اول خدا۔ اس کے بعد اور۔ اوّل خدا کا یہ فرمان پھر سارا جہان، جو چیز اس مقصد حیات سے ٹکرائے۔ اُسے ٹھکرا دیا جائے اور جو نبھ سکے اُسے لے لیا جائے۔ اللہ تعالےٰ اس پر عمل کی توفیق دے۔ اگر اصل مسلمان بنتا ہے اور قیامت کے دن نجات پاتا ہے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے۔ کیونکہ رسول اللہ اصلی مسلمان تھے۔ صحبت صوفیاء کرام سے قال حال بن جاتا ہے۔ اسی طرح یہ توکل بھی شیخ کی صحبت اور اولیاء کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس طریقہ پر لائے اور اپنی مرضی پر چلائے۔ آمین

رزق کا ذمہ دار خدا کو بنائیں۔ اور خود دین کے لئے ہوں۔ اولیاء اللہ کی خانقاہوں میں جو لنگر چلتا ہے۔ اس کے لئے آیا تو سب نے کھایا کھلایا، نہ آیا تو خاموش ہو کر عبادت کرتے رہے۔ میں نے اپنے دونوں شیوخ حضرات کے ہاں یہی دیکھا ہے۔ شجرہ یہاں موجود ہے۔ عبدالرحمٰن لایا ہے اس سے آپ لیں اور دیکھیں۔ میرا تعلق دو بزرگوں سے ہے۔ ان دونوں کا ایک بزرگ سے ہے۔ اور پھر یہ سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے۔

اب میں بس کرتا ہوں۔ زیادہ وقت آپ کا نہیں لیتا۔ دن کے تھکے ماندے ہونگے۔ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین

تذکیر القرآن

(۲)

ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی — شیخوپورہ

پرمغز نصائح از سیّد کبیر احمد رفاعیؒ

اے انسان! جو تو نے کھالیا فنا کردیا جو پہن لیا اس کو پُرانا کر دیا۔ ان میں سے کوئی چیز تیرے ساتھ نہ رہے گی۔ اور جو کام ... تو نے کئے ہیں وہ تیرے سامنے آئیں گے۔ اللہ کے پاس پہنچنا یقینی اور پختہ ہے، دوستوں سے جدا ہو جانا اٹل بات ہے دنیا کی ابتدا ضعف و فتور ہے اور اس کی انتہا موت اور قبر ہے اگر دنیا کے رہنے والوں کو بقاء ہوتا تو یہ بہت سے گھر ویران نہ ہوتے۔ پس اللہ سے دل لگاؤ ماسوی اللہ سے رُخ پھیر لو۔ اور اپنی تمام حالتوں میں اللہ کے سامنے گردن تسلیم خم کر دو، درویشوں کے طریقوں کو تواضع کے ساتھ طے کرو اور شریعت کے قدم بقدم ان کی خدمت میں جمے رہو، اپنی نیّت کو وساوس کے میل کچیل سے محفوظ رکھو اور اپنے دل کو لوگوں کی طرف مائل ہونے سے روکے رکھو، اللہ کے دروازہ سے سُوکھی روٹی اور نمک ملا ہوا پانی ملے تو خوشی سے کھالو، دوسروں کے دروازہ سے تازہ گوشت اور شہد بھی ملے تو ہرگز نہ کھاؤ اپنی معاش کے لئے شریعت کے موافق حلال کمائی کا کوئی طریقہ اختیار کرلو اور اسباب معاش کے لئے حیلہ (اور اہتمام اور فکر کرنا) چھوڑ دو، خبردار! درویشوں کا دل نہ توڑنا، اُن کو رنج اور تکلیف دینے سے بچتے رہو، صلہ رحمی کرتے رہو، قرابت داروں کی تواضع کرو، جو تم پر ظلم کرے اُسے معاف کرو، جو تمہارے مقابلہ میں تکبّر کرے تم اُس کے سامنے تواضع کرو، وزیروں اور حاکموں کے دروازوں پر آمد و رفت نہ رکھو، درویشوں کی اور قبروں کی زیارت کیا کرو تاکہ دنیا سے دل سرد ہو جائے، مخلوق کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرو۔ اور اُن کی عقل کے اندازہ سے کلام کرو (جو بات اُن کی سمجھ سے باہر ہو۔ اُن کے سامنے بیان نہ کرو) اپنے اخلاق کو سنوارو، لوگوں سے اچھی طرح ملو، اور جاہلوں سے کنارہ کرو، یتیموں کی حاجتیں پوری کرنے میں لگے رہو، ان کی خاطر کرو جن غریبوں کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے اُن کے پاس زیادہ آمد و رفت رکھو، بیواؤں کی خدمت کے لئے سبقت کرو، تم دوسروں پر رحم کرو خدا تم پر رحم کرے گا، اللہ کے ساتھ رہو اللہ کو اپنے ساتھ پاؤگے تم تمام اقوال و افعال میں اخلاص کو اپنا ساتھی بناؤ، مخلوق کو حق تعالےٰ کا راستہ بتلانے کی کوشش کرتے رہو کرامات اور، خوارقِ عادات کی طرف رغبت نہ کرو— کیونکہ اولیاء کرامت کو ایسا چھپاتے ہیں۔ جیسا عورت حیض کو چھپاتی ہے، اللہ کے دروازہ سے لگے رہو، اپنے دل کو... اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھو اور رسول اللہ صلعم کی بارگاہِ عالی سے اپنے شیخ کے وسیلہ سے فیض حاصل کرو اپنے شیخ کی خدمت میں بغیر کسی غرض اور حاجت کے جمے رہو، اس کے گھر کا کام زیادہ کرو اور سامنے باتیں کم کرو، تعظیم و وقار کی نگاہ سے شیخ کو دیکھو، تحقیر و تذلیل کی نگاہ سے کبھی نہ دیکھو۔ دوستوں کی خیر خواہی میں لگے رہو ان کے دلوں میں اُلفت پیدا کرو، لوگوں کے درمیان صلح کراتے رہو سچائی اور خلوص کے ساتھ لوگوں کو درویشوں کے دروازہ پر جانے اور جماعت صوفیہ کا راستہ اختیار کرنے کی ترغیب دو اور اپنے دل کو ذکر الٰہی سے آباد رکھو اور ظاہر کو عمل سے آراستہ کرو، اپنے ارادہ اور نیت میں اخلاص کا نور پیدا کرو، اللہ سے مدد چاہو اللہ کی طرف سے جو مصیبتیں آئیں اُن پر صبر کرو، اللہ سے راضی رہو۔ اور ہر حالت میں الحمد للہ کہتے رہو رسول اللہ صلعم پر درود زیادہ بھیجو۔ اگر تمہارے نفس میں کسی وقت شہوت یا تکبر کی حرکت پیدا ہو۔ تو اللہ کے لئے نفلی روزہ رکھو کیونکہ اُس سے شہوت اور تکبّر میں کمی آجاتی ہے بشرطیکہ معقول تعداد میں روزے رکھے جائیں ایک دو پر بس نہ کیا جائے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو، اپنے گھر میں بیٹھو بازاروں اور سیرگاہوں میں زیادہ نہ جایا کرو۔ جس نے سیر سپاٹا چھوڑ دیا (طریق باطن میں یکسوئی اور جمعیت قلب کی زیادہ ضرورت ہے۔ اگر سالک کو تفریح کی ضرورت ہو تو اکیلا جنگل کی طرف نکل جائے۔ سیرگاہوں اور بازاروں میں جہاں لوگوں کا مجمع ہو نہ جائے) اس نے کامیابی حاصل کرلی مہمان کی خاطر تواضع کرو۔ اپنے بیوی بچوں گھر والوں اور خادموں سے ہمدردی کرو ہر حالت میں اللہ کو یاد رکھو، اور ظاہر و باطن میں اللہ تعالےٰ کے لئے اخلاص کا اہتمام کرو۔ آخرت کے لئے اچھے اچھے کام کرو اور دنیا کے کاموں کو بھی حسن نیّت سے آخرت کے کام بنا دو اور لوگوں کو اُن کے مشغلوں میں کھیلتا ہُوا چھوڑ دو۔ یعنی اللہ ہی کے لئے ہر کام کرو۔ جو کام کرو اس میں اللہ تعالیٰ ہی کو مطلوب و مقصود سمجھو۔ دوسروں کی حرص نہ کرو۔ اُن کو اُن کے خیال میں مست رہنے دو) یہ ہے میری نصیحت تم کو اور ہر اُس شخص کو جو میرے سادے طریقہ پر چلے۔ اور اپنے دوستوں کو اور تمام مسلمانوں اور اپنے چاہنے والوں کو، اللہ تعالےٰ ان کی تعداد بڑھائے (آمین)

اور میں عظمت والے خدا سے تمام گناہوں کی خواہ پوشیدہ ہوں یا ظاہر چھوٹے ہوں یا بڑے مغفرت چاہتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں کیونکہ وہی توبہ قبول کرنے والے اور بڑے مہربان ہیں۔

عزیز من! مخلوق کے سردار سیدنا رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ بندہ کے دل میں جو کچھ چھپا ہُوا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ویسا ہی لباس پہنا دیتے ہیں۔ اگر اندر بھلائی ہو تو ظاہر میں بھی بھلائی ہوگی اور اگر دل میں بُرائی ہے تو ظاہر میں بھی برائی ہوگی۔ دل کا اثر ظاہر پر ضرور ہو گا۔

باطن کا اثر ظاہر پر ضرور نمایاں ہوتا ہے۔ عزیز من! عالم کے سردار سیدنا رسول اللہ صلعم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت فرماتے ہیں۔ جو متقی ہو مخلوق سے مستغنی ہو، چھپا ہوا گمنام ہو۔

دُنیا سے الگ رہو

عزیز من! اگر تیرے پاس بھی عقل ہے

تو دنیا کی طرف نہ جھکے گا اگرچہ وہ تیری طرف کتنا ہی جھکے کیونکہ وہ خیانت کرنے والی جھوٹی مکارہ ہے، اپنے چاہنے والوں کا مضحکہ اُڑاتی ہے جو اس سے الگ رہا بچا رہا اور جو اس کی طرف مائل ہوا تباہ ہو گیا۔ حدیث میں ہے۔

حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ

(ترجمہ)

دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

اسی طرح اس سے نفرت اور بے رُخی کرنا تمام نیکیوں کی جڑ ہے دنیا کی مثال سانپ جیسی ہے کہ چھونے میں تو نرم ہے مگر اس کا زہر ہلاک کرنے والا ہے۔ دنیا کی لذتیں جلدی زائل ہونے والی ہیں۔ اور اس کے دن خیال ہی خیال میں گذر جاتے ہیں۔ پس اپنے آپ کو دنیا میں پرہیز گاری اور خوف خدا میں لگائے رکھو۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے کسی وقت غافل نہ ہو۔ اگر ذرا بھی کسی وقت غفلت طاری ہو جائے تو اللہ تعالےٰ سے استغفار طلب کرو۔ اور یاد الٰہی کے دروازہ پر فوراً لوٹ آؤ اللہ کو یاد کرو، اُس سے شرماؤ۔ اور خلوت و جلوت میں اس کا خیال رکھو، تنگی اور فراخی میں اللہ تعالےٰ کی حمد اور شکر کرو، غیروں کو چھوڑو۔ کیونکہ اللہ کے سوا کوئی رہنے والا نہیں۔

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ٥ پ۲۷۔ سورۃ الرحمٰن

عزیز من! سچے صوفی بنو، منافق، صوفی نہ بنو کہ تباہ ہو جاؤ گے۔ تصوّف کی حقیقت غیر اللہ سے منہ پھیر لینا اور اللہ کی ذات میں غور کرنا اور اللہ پر بھروسہ کرنا اور ہر کام کی باگ ڈور تسلیم و رضا کے دروازہ پر ڈال کر دروازۂ کرم کے کھلنے کا منتظر رہنا اللہ کے فضل پر اعتماد کرنا ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور تمام حالات میں اللہ تعالےٰ سے نیک گمان رکھنا ہے۔

علم پر عمل کرو؟

عزیز من! جب تم کوئی علم حاصل کرو یا اچھی حکایت سُنو تو اُس پر عمل کرو، اُن لوگوں میں داخل نہ ہو جو جانتے ہیں اور عمل نہیں کرتے، عزیز من! عالم کی نجات اسی میں ہے کہ وہ اپنے علم پر عمل کرے عمل نہ کرنا اس کی تباہی ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اُس عالم کو ہوگا۔ جس نے اپنے علم سے فائدہ حاصل نہیں کیا، پس اپنے اوقات کو کھیل کود، گانے بجائے اور ہنسانے والوں کی باتیں سُننے میں برباد نہ کرو، خوش ہونا چھوڑ دو کیونکہ دنیا میں خوش ہونا جنون ہے۔ اس میں تو غمگین رہنا ہی عقلمندی ہے۔ یہاں ہمیشہ رہنا محال ہے تو دنیا پر گرنا پڑتا نادانی اور حماقت ہے۔

عزیز من! اُن لوگوں میں خیال دوڑا، جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں جن میں انبیاء اور مرسلین بھی شامل ہیں۔ اور بڑے بڑے سلاطین بھی، سب مر گئے گویا تھے ہی نہیں، وہ پہلے گذر گئے ہم ان کے بعد جانے والے ہیں پس نیک بندوں کے راستہ پر چلتے رہو تاکہ اُن کی جماعت میں شامل کر لئے جاؤ، ان کی پارٹی میں داخل ہو جاؤ یہی اللہ کا لشکر ہے اور یاد رکھو اللہ ہی کا لشکر فلاح پانے والا ہے

اللہ تک پہنچنے کا راستہ کھُلا ہوا ہے

بزرگو! حقیقت کا راز ظاہر ہے معرفت کا جھنڈا بلند ہے۔ مگر آپ کو ان نفیس چیزوں کے دیکھنے سے دنیا کی محبت اور موت سے غفلت نے روک رکھا ہے جو شخص یہ جانتا ہے کہ ایک دن ضرور مرے گا تعجب ہے کہ وہ موت کو کیسے بھولتا ہے؟ جو شخص یہ جانتا ہے کہ ایک دن دُنیا سے جدا ہونے والا ہے تعجب ہے کہ وہ دنیا پر کیسے گرتا پڑتا ہے؟ جو شخص یہ جانتا ہے کہ ایک دن اللہ کے پاس جانا ہے تعجب ہے کہ وہ خدا سے کیونکر ہٹتا اور دوسروں کی طرف کیسے متوجہ ہوتا ہے خدا کی قسم تمہاری یہ غفلت بڑی مصیبت ہے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ٥ تم دل کھول کر جھوٹی باتیں بناتے ہو اور جہالت کے .... باغوں میں چرتے پھرتے ہو — رزق کے معاملہ میں تم حیلہ اور تدبیریں کرتے ہو اور عذاب سے بالکل بے فکر ہو شاید تم نے یہ آیت نہیں پڑھی —

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ٥ (پ۱۸ ع۶)

(ترجمہ)

کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہ آؤ گے۔

یا شاید تم نے یہ آیت نہیں سُنی —

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥ مَا اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ٥ (پ۲۷ ع۲)

(ترجمہ)

میں نے انسان اور جنّوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے روزی نہیں چاہتا اور نہیں چاہتا کہ مجھ کو کھلائیں۔

روزی دینے کا تو میں خود ذمہ دار ہوں مگر تم پھر بھی اس حیلہ میں لگے ہوئے ہو اور جنت کی ذمّہ داری اللہ تعالےٰ نے کسی کے لئے نہیں لی بلکہ اس کے ذمہ دار تم خود ہو اور تمہارے اعمال، مگر تم وہ کام نہیں کرتے۔ جن پر جنّت کی بشارت دی گئی ہے تم نے کھیل کود اور بھُول چُوک میں اَوقات برباد کر دیے غفلت اور گناہ میں دن گنوا دئے تمہاری دِل لگی پشیمانی سے بے فکر ہونے والی کیسی دل لگی ہے؟ تمہارا کھیل اُن لوگوں جیسا ہے جن کے کانوں نے قیامت کے دن کی بات ہی نہیں سُنی۔ شاید تم نے قبروں کو نہیں دیکھا جو لوگ اُن میں جا بسے ان سے بھی تم کو عبرت نہ ہوئی تبلاؤ تمہارے باپ دادا کہاں ہیں جو تُم سے پہلے زمانہ میں تھے وہ لوگ کہاں ہیں؟ جنہوں نے تم سے بھی زیادہ مال جمع کیا تھا اور تم سے زیادہ جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے کیا تم اللہ کے منکر ہو گئے یا اللہ کے مقابلے میں تکبّر کرتے ہو دوستو! جس نے اپنا فنا ہونا اور اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ باقی رہنا معلوم کر لیا وہ اپنے آپ کو دُنیا سے ہٹا لیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ٥

(پ۳۰ ع۲)

ترجمہ

جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا۔ اور نفس کو بُری خواہشوں سے روکتا رہا اس کا ٹھکانا جنّت ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جواہر اسرار الٰہیہ مخفیہ کے معدن ہیں۔ یوں خطاب فرماتے ہیں

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ٥

(پ۲۳ ع۱۷)

ترجمہ! بے شک آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

پس اپنی ہمتوں کو پہلے بزرگوں کے درجوں پر پہنچنے کے لئے جمع کر لو تاکہ اللہ تعالےٰ کے

باقی صفحہ ۱۴ پر

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

عطاء الحق قاسمی ۔ ایڈیٹر شفق، ایم، اے ۔ او کالج میگزین —— لاہور

اے خدا! آج میں تیرے دربار میں فریادی بن کر حاضر ہوا ہوں۔ ہاں ہاں فریادی بن کر۔ ڈرتا ہوں آپ کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ ایک فاسق و فاجر میرے دربار میں کیسے چلا آیا؟ تو سُن لیجئے یہ ٹھیک ہے میں گناہ گار ہوں۔ میرے اعمال بہت گندے ہیں۔ لیکن اے میرے رب! آپ تو جانتے ہیں کہ میرا دِل مومن ہے! اور اس دِل میں تیری اور تیرے دین کی کتنی عظمت ہے؟۔ آج یہی دِل مجھے آپ کے دربار میں کھینچ لایا ہے — اس کی فریاد سُن لیجئے!

اے اللہ! تُو تو جانتا ہی ہے کہ میرے بہت سارے دوست ہیں اور مجھے ہر دوست ایک دوسرے سے بڑھ کر پیارا ہے اور پیارا ہو بھی کیوں نہ؟ وہ بھی تو مجھے بہت چاہتے ہیں۔ اس لئے میں بھی ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا۔ چنانچہ کل جب سلیم نے مجھے اپنے ایک عزیز کی شادی میں شرکت کے لئے کہا اور مجھے بتایا کہ وہ اپنے ہمراہ ایک مہمان لانے کی اجازت لے چکا ہے۔ تو مجھ سے انکار نہ ہو سکا۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر شادی والی کوٹھی میں پہنچ گیا۔ کوٹھی کے باہر موٹریں ہی موٹریں کھڑی تھیں — اس کا مطلب تھا کہ ہماری (HIGH GENTRY) یہاں پہنچی ہوئی ہے۔ یہ رات کا وقت تھا۔ ساری کوٹھی رنگ برنگے قمقموں سے جگ مگ جگمگ کر رہی تھی۔ گراؤنڈ میں خوبصورت شامیانے لگے ہوئے تھے۔ قیمتی قالین اور عمدہ صوفے ماحول کو مزید جاذبِ نظر بنا رہے تھے۔ اور پھر ان صوفوں پر بیٹھے ہوئے لوگ! اُف توبہ۔ ان کے چہروں سے رعونت ٹپک رہی تھی۔ یہ ہمارے "معزّزین" تھے۔ میں نے انہیں معزّز اس لئے کہا کہ یہ کاروں پر آئے تھے۔ اور ان میں سے اکثر نے شراب پی رکھی تھی۔

جب میں اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ تو اپنے اِرد گرد نظر دوڑائی۔ میرے سامنے والے صوفہ پر مسلم لیگ کے ایک مشہور لیڈر تشریف فرما تھے۔ ان کے ساتھ فوج کے ایک برگیڈیر تھے۔ ساتھ والے صوفے پر ایک بزرگ صورت انسان بھی تشریف فرما تھے۔ اس محفل میں وہ واحد آدمی تھے جو اپنے قومی لباس میں ملبوس تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی روایات کے پابند بھی دکھائی دیتے تھے۔ گراؤنڈ کو دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ آدھے حصے میں مرد تھے اور آدھے حصے میں عورتیں۔ بیچ میں قنات تھی۔ جو عورتوں اور مردوں کے درمیان پردے کا کام دے رہی تھی۔ میرے لئے یہ چیز مسرّت انگیز بھی تھی اور حیران کُن بھی۔ کہ اتنے ترقی یافتہ لوگ اور پردے جیسی "دقیانوسی" رسم کی پابندی؟ میں سوچتا رہا۔ سوچتا رہا۔ یہاں تک کہ میزوں پر کھانا لگ گیا۔ پلاؤ۔ زردہ۔ مرغ۔ کوفتے بریانی۔ روغنی ٹکڑے۔ اے اللہ! کونسی ایسی چیز تھی۔ جو وہاں موجود نہ تھی۔ سفید وردیوں میں ملبوس بیرے مہمانوں کی خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ فیشن کے مطابق لوگ پلیٹ ہاتھ میں پکڑ کر ٹہل ٹہل کر کھا رہے تھے۔ کیونکہ جب تک انگریز بہادر کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے —— ہم بھی بیٹھ کر کھانا تہذیب کے مطابق سمجھتے تھے۔ لیکن جب سے انہوں نے کھڑے ہو کر کھانا شروع کیا ہے۔ تو اے اللہ ہم نے بھی اپنی یہی عادت بنالی ہے — کیونکہ اگر ہم ایسا نہ کریں۔ یعنی کھانا کھڑے ہو کر نہ کھائیں۔ تو ہم زمانے سے بہت پیچھے رہ جائیں — ہماری صنعتی ترقی رُک جائے۔ ہمارے کارخانے بند ہو جائیں۔ اور اسی طرح پاکستان دنیا کے باقی ممالک سے پیچھے رہ جائے — غالباً اسی قومی مصلحت کے تحت میزبان نے کرسیوں کا انتظام نہیں کیا تھا۔

بہر حال کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو لوگ ٹولیوں میں تقسیم ہو گئے۔ اور پھر باتیں چھڑ گئیں — پرمٹوں کی — لین دین کی — تجارت کی — صحافت کی — غرضیکہ ہر موضوع پر بات ہوئی — اگر بات نہیں ہوئی تو اے میرے مولا تیرے دین کی نہیں ہوئی — اوہو میں بھول گیا — میں غلط بیانی کر گیا۔ اے اللہ تیرے دین کی بات بھی ہوئی تھی۔ اِن لیڈر صاحب نے جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ مولویوں کو کوستے تھے — دین میں ترمیم کی ضرورت پر زور دیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ اسلام کو موجودہ زمانے کے مطابق ڈھالنا چاہیئے۔ انہیں باتوں میں رات کے دس بج گئے۔ کچھ لوگ جانے کی تیاری کرنے لگے ...... مگر اچانک .. گھنگروؤں کی آواز نے فضا میں ترنم بکھیر دیا۔ چلنے والے پاؤں رُک گئے — اور سب کی نظریں اس طرف اُٹھ گئیں جدھر سے یہ آواز آئی تھی — تھوڑی دیر بعد قنات کی پرلی طرف سے دو خوبصورت نوجوان لڑکیاں چہروں پہ بُری طرح میک اپ کئے۔ پاؤں میں گھنگروں پہنے ... آتی ہوئی نظر آئیں — "معزّزین" کے چہروں پر رونق آگئی — کیونکہ میزبان نے ان کی تفریحِ طبع کے لئے "اس بازار" کا سامان فراہم کیا تھا ..... میرے پاس بیٹھے ہوئے خاں صاحب اپنی مونچھوں کو تاؤ دینے لگ گئے ... ایک اور صاحب اپنی ٹائی کی "ناٹ" درست کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اور میں؟ میں سوچنے لگا کہ یا اللہ کیا میں واقعی اس ملک میں بیٹھا ہوا ہوں۔ جسے اسلام کے مقدس نام پر حاصل کیا تھا؟ اور کیا میرے اِردگرد نشے میں چور بیٹھے ہوئے لوگ واقعی مسلمان ہیں؟ میری یہ سوچ کا سلسلہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکا۔ کیونکہ رقاصہ نے ناچنا شروع کر دیا تھا — اور اس کے پاؤں کی جھنکار میرے خیالات کو مجھ سے چھین کر لے جا رہی تھی — میں نے دیکھا کہ طبلہ نواز طبلے پر زور زور سے ہاتھ مارنے کے ساتھ ساتھ اپنی گردن کو بھی عجیب طرح سے حرکت دے رہا تھا۔ اور نوجوان رقّاصہ اپنے جوہر دکھا رہی تھی — میں نے سلیم سے جانے کو کہا۔ کیونکہ میرا ضمیر مجھے اس لہو و لعب کی محفل میں بیٹھے رہنے پر کچوکے دے رہا تھا لیکن میں نے دیکھا کہ سلیم کے جواب دینے سے پیشتر وہی بزرگ صورت آدمی جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اٹھے اور چھڑی سنبھال کر باہر کی طرف جانے لگے — ان کے اس "فرار" پر شاندار قہقہہ پڑا۔ رقّاصہ نے بڑھ کر اُن کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔ انہوں نے ایک جھٹکے سے اس کی بانہیں الگ کر دیں۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے باہر نکل گئے — قہقہوں نے اس "مردِ شریف" کا دور تک پیچھا کیا — یہ صورت حال دیکھ کر مجھ میں

ہمت نہ رہی کہ اس "غلطی" کا ارتکاب کر سکوں۔

اب میں مجبور تھا۔ شیطان نے "بیعزتی" کا خیال میرے دل میں داخل کر کے میرے پاؤں باندھ دیئے تھے۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ ایک پولیس آفیسر نے جو شراب میں بری طرح دھت تھا۔ اُٹھ کر رقاصہ کے ساتھ ناچنا شروع کر دیا — رقاصہ نے بھی کوئی مزاحمت نہ کی — تھوڑی دیر تک دونوں ناچتے رہے ... اچانک پرلے کونے سے ایک اور "معزز" نے "نہایت عامیانہ انداز میں نعرہ بلند کر کے اپنی اصلیت ظاہر کر دی .... ناچنے والے صاحب کو غصہ آگیا اور انہوں نے اُسے انگریزی میں گالیاں دینی شروع کر دیں — وہ صاحب بھی گرم ہو گئے — اور آستینیں چڑھا کر ان کی طرف بڑھنے لگے ... قریب تھا کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جاتے۔ کہ میزبان نے اُٹھ کر معاملہ رفع دفع کرا دیا

میں نے عورت کی عظمت اور شان کے بارے میں بہت کچھ سنا ہوا تھا مگر اُس وقت وہ مجھے پستیوں میں گری ہوئی نظر آرہی تھی۔ اور مجھے اس میں اور قصاب کی دوکان پر لٹکے ہوئے گوشت میں کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ چند ٹکوں کی خاطر سینکڑوں غیر محرموں کے سامنے اپنے جسم کے ایک ایک حصے کی نمائش کر رہی تھی۔ اور لوگوں کی بھوکی اور للچائی ہوئی نظریں اس کے جسم پر تھیں — مگر وہ شرم و غیرت سے کوسوں دور بے حیائی کا مجسمہ بنے ناچنے میں مشغول تھی —.. اچانک میرا ذہن ... قنات کے اس پار والی عورتوں کی طرف چلا گیا — جو مردوں کی حریصانہ نگاہوں سے محفوظ تھیں اور جنہیں اگر کوئی مرد بُری نگاہ سے دیکھے۔ تو ان کے خاوند لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ مجھے اس رقاصہ کی حالت پر رونا آگیا۔ کہ جسے ساری کی ساری محفل آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ مگر کوئی ان آنکھوں کو نکالنے والا نہیں تھا۔

اب رات کافی بھیگ چکی تھی۔ نیند سے پپوٹے بوجھل ہو رہے تھے — اور شاید رقاصہ بھی تھک چکی تھی — کیونکہ اس نے ناچنا بند کر دیا تھا — اتنے میں وہی پولیس آفیسر آگے بڑھے۔ دلالہ سے کچھ بات کی اور رقاصہ کو اپنی موٹر میں بیٹھا کر اپنے "عشرت کدے" کو چل دیئے۔ ہم نے بھی اپنا موٹر سائیکل سٹارٹ کیا اور ماڈل ٹاؤن کی طرف روانہ ہو گئے —

میرے مولا دیکھنے میں یہ واقعہ بہت "معمولی" سا ہے۔ کیونکہ ہم نے اس ملک پاکستان میں ایسے ایسے واقعات دیکھے اور سُنے ہیں کہ ان کے سامنے یہ بالکل ہیچ دکھائی دیتا ہے — مگر مجھ جیسا حساس آدمی اس واقعہ کو معمولی نہیں سمجھتا کیونکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے۔ تو اس سے ہمارے اعلٰے طبقے کی اخلاقی حالت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ اور ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جس ملک کو ہم نے حاصل کرنے کے لئے ہزاروں گردنیں کٹائی تھیں اور لاکھوں عصمتیں لٹوائی تھیں۔ اس کے حکام کس قماش کے لوگ ہیں؟ اور ان میں کہاں تک اسلام کے اصولوں کی پرواہ کی جاتی ہے؟

میرے مولا مجھے یہ دیکھ کر دُکھ ہوتا ہے۔ کہ یہاں تیرے نام کا پرچم بلند کرنے کی بجائے رقص و سرود کی محفلیں گرم کی جاتی ہیں۔ شراب کا دور چلتا ہے۔ اور فسق و فجور کے کھلم کھلا مظاہرے ہوتے ہیں۔

اے اللہ! کیا اس اسلامی مملکت میں یہ سب کام یوں ہی ہوتے رہیں گے؟ اور کوئی انہیں روکنے والا نہیں ہوگا؟

میں آج یہی پوچھنے کے لئے تیرے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔

مجھے جواب دے

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
(اقبالؒ)

ماہِ صیام

(از محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ
(ترجمہ) (القرآن)

اے ایمان والو روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں)

حضرات گرامی! رمضان شریف کا مہینہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کا مہینہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے روزے میں جسمانی اور روحانی وہ فیوض و برکات رکھے ہیں کہ انسان خدائے رحیم و کریم کی لامحدود... عنایات پر قربان ہوتا ہے۔ "صیام" کے معانی رُک جانے کے ہیں۔ یعنی ایک خاص وقت کے لئے طبعی خواہشات کے باوجود حرام تو درکنار حلال چیزوں کے پاس بھی نہیں پھٹکتا اور بھوک ہو یا پیاس، جلوت ہو یا خلوت۔ ایک روزے دار کھانے پینے کی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگاتا۔ جب تک افطار نہ ہو۔ یہ خدائے کریم کا کتنا احسان ہے کہ وہ اپنے بندے کو اس ایک بابرکت مہینے میں۔ اس امر کا چلہ کرا کر عادی بنا دیتا ہے کہ جس طرح ایک روزے دار ماہِ صیام میں خدا کے حکم سے دن کے وقت روزہ کی حالت میں حلال چیزوں کو بھی ہاتھ نہیں لگاتا۔ اسی جذبہ کے ماتحت باقی گیارہ مہینے بھی اسی مولا کریم کے فرمان کے مطابق حرام چیزوں کے پاس تک نہیں پھٹکے گا۔ یہ بھی روزے کا فلسفہ ہے یا ایک قسم کا ریفریشر کورس ہے جس کے ذریعے اسلامی جذبات کی پھر سے تربیت کی جاتی ہے۔

ناظرین کرام غور کریں خدا تعالیٰ نے کتنے پیار اور محبت سے مسلمان کو خطاب فرمایا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ "۔ اے ایمان والو! روزے تمہارے لئے فرض کئے ہیں۔ ولی اللہ اور ڈاکٹر روزے کی جسمانی اور روحانی خوبیوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ روزے میں انسان کی جسمانی اور روحانی عظمت اور قوت بحال کی جاتی ہے۔ اور اس طرح ضبط نفس کا عادی بناکر مجاہدانہ زندگی بسر کرنے کی تربیت کی جاتی ہے۔ اس کی قدر مزدور طبقہ۔ غریب لوگ اور مجاہد ہی جانتے ہیں۔ شکم پرور نہیں جان سکتے۔

حضرات:۔ ہم اپنی گھڑی یا سائیکل کبھی کبھی "ovev Hauu" کراتے ہیں، اور جب اس کے کل پرزے درست ہو جاتے ہیں۔ تو ہمارے اندر ایک خاص قسم کی طمانیت اور خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے یہ بھی خدا کی خاص مہربانی ہے۔ کہ وہ روزے کے ذریعے ہمارے جسم کی کثافتوں اور فاسد مادے کو دور فرما دیتے ہیں۔ معدہ کو کچھ وقفے کے لئے آرام بھی مل جاتا ہے۔ اور قوت ہاضمہ سال بھر کے لئے مضبوط ہو جاتی ہے۔ ہم نے کبھی آج تک کوئی آدمی روزے سے مرتا نہیں سُنا بلکہ روزے دار جسمانی اور ایمانی طور پر زیادہ تندرست رہتے ہیں، گویا جس طرح ایک کارندہ کام کرنے سے پہلے اپنے ہتھیاروں کو تیز کرتا ہے۔ اسی طرح آئندہ گیارہ مہینے کی زندگی کو خوشگوار رکھنے کے لئے ہم اپنے اعضائے رئیسہ۔ حواس خمسہ اور غیر مرئی حسیات کو زیادہ مضبوط بنا دیتے ہیں۔

روزے سے جذبۂ جہاد کی پرورش بھی ہوتی ہے۔ اس کی قدر فوجی ہی جانتے ہیں۔ کیونکہ فوج میں بھوک اور پیاس، برداشت کرنے کی باقاعدہ عملی تربیت دی جاتی ہے۔ اور یہی قوت برداشت ایک مجاہد کے اندر خود اعتمادی پیدا کرکے قوت ایمانی کو مضبوط بناتی ہے۔ اسلامی روایات اس بات کی شاہد ہیں کہ پھر ہی ایمانی قوت مضبوط بن کر جنگ میں کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

قارئین کرام! خداوند تعالےٰ ہمارے اندر حوصلہ اور خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ روزے رکھو۔

کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ۔
جس طرح روزے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ امت محمدیہؐ کہیں روزے کو بوجھ محسوس نہ کرے۔ اس لئے فرمایا کہ روزے پہلی قوموں پر بھی فرض رہے ہیں۔ حضرت آدمؑ سے لے کر تمام انبیاءؑ کی امت نے روزے رکھے ہیں۔ البتہ روزوں کی تعداد اور صورت ضرور مختلف تھی لیکن روزے سب پر فرض تھے۔ ویسے تو آجکل ہر قوم کسی نہ کسی رنگ میں برت یا روزہ ضرور رکھتی ہے۔ کیونکہ سب لوگ اس کی جسمانی اور روحانی افادیت کے قائل ہیں۔ پھر گنتی کے چند دن بیان فرما کر ہمارے لئے نفسیاتی آسانی پیدا کی ہے۔ کیونکہ ۳۶۰ کے مقابلے میں ۲۹ دن کوئی نسبت نہیں رکھتے آیت کے آخر میں فرمایا " لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ" جس طرح دیگر عبادات کا منشا اتقاء، پرہیزگاری اور خوفِ خدا ہے۔ اسی طرح روزے کا منشاء ایزدی بھی یہی ہے کہ ہم متقی ہو جائیں اور یہ اتقاء کا احساس محض ایک مہینہ کے لئے نہ رہے بلکہ اپنے اندر نیک جذبات کو اس طرح ترتیب دے کہ آئندہ سال بھر ایسے ہی جذبات سے متاثر رہے۔ اور معاملات میں خلق خدا کے ساتھ بھلائی کرے، یہی اتقاء ہے۔ اور یہی عبادت الٰہیہ کا منشا ہے۔ زکوٰۃ فرض اور حقوق اللہ سے متعلق ہے۔ مگر اس کا نتیجہ غرباء اور مساکین کی امداد ہے۔ غریبوں، اپنوں اور بیگانوں سے ہمدردی پیدا کرکے عالمگیر اسلامی اخوت کو فروغ دینا ہے۔ جس طرح بیمار کو صحت کی قدر ہوتی ہے اسی طرح ایک روزے دار کو بھوک اور پیاس کا احساس زیادہ ہو سکتا ہے، اور بے روزہ کو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ گویا خدائے رحیم روزے کے ذریعے ہمیں تربیت دیتے ہیں کہ جس طرح تم روزے کے ذریعے اس کی جسمانی اور روحانی لذات سے مستفید ہوتے ہو۔ اسی طرح بھوک اور پیاس کی شدت کا احساس کرکے خلق خدا پر رحم کرو۔ مہربانی کرو، اور ہمدردی کرو ؎

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

مولا! تیری ذات کتنی مہربان ہے۔ کہ اپنی عبادات کو اچھے معاملات کا ذریعہ بنا دیا اور دوسری طرف بے حساب ثواب تجویز فرما کر روزے کو اپنی خالص عبادت قرار دیا۔ تیسری طرف طبعی خواہشات اور حلال چیزوں پر پابندی لگا کر مسلمان کو عادی بنا دیا۔ کہ جس طرح مہینہ بھر حلال چیز کے پاس بھی نہیں

پھٹکے اسی طرح باقی گیارہ مہینوں میں حرام اشیاء کے قریب بھی نہ پھٹکیں گے اور یہی انقا رہے۔

سبحان اللہ! خداوند کریم اپنی مخلوق پر کتنا مہربان ہے۔ اس کے سارے انداز "اندازِ خسروانہ" ہیں۔ جو حکمت و رحمت سے معمور ہیں، پس بھائیو! روزہ خدا کی ایک خاص رحمت اور عبادت ہے اور ہمیں اس رحمت سے ضرور حصہ لینا چاہیئے دعا ہے کہ خداوند کریم آپ اور ہم سب حضرات کو روزے اور رمضان المبارک کی سب برکات سے مالا مال کرے۔ آمین

بقیہ تذکیر القرآن صنا

اس ارشاد کا مصداق نہ ہو۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ٥ (پ۱۶ ع۷)

ترجمہ! کہ ان نیک بندوں کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور شہوتوں کے پیچھے پڑ گئے۔ عنقریب جہنم کے طبقہ میں پہنچیں گے۔

کریم کے دروازہ کو بے چینی اور احتیاج کے ہاتھوں سے کھٹکھٹاتے رہو۔ اور ذلت و انکساری کے راستہ سے اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ جاؤ۔ کیونکہ خدا کی قسم، مجھے اور تمہیں سب کو دار آخرت کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ میرا اور تمہارا مٹ جانے والی قبروں میں رکھا جانا ضروری ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ٥ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ٥

(پ۳۰ ع ۲۴)

جو ذرہ بھر بھلائی کرے گا۔ اس کو اپنے سامنے دیکھ لے گا۔ اور جو ذرہ بھر بدی کرے گا۔ اس کو بھی سامنے دیکھ لے گا۔ بس نجات پانے والا وہ ہے۔ جس نے اللہ سے تقویٰ کا معاملہ کیا اور زندگی میں اس سے ڈرتا رہا

(وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ)

شعر

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

اللہ والے

ایک خدا پرست بزرگ کے ہمسایہ میں ایک کبوتر باز رہتا تھا۔ کبوتر باز ہمیشہ اپنے کبوتروں میں مصروف رہتا اور نیک بزرگ اکثر عبادت میں مصروف رہتے۔ کبوتر باز نے اپنے کبوتروں کے بیٹھنے کے لئے ایک لمبے بانس پر چھتری لگا رکھی تھی۔ کبوتر اڑانے کے لئے وہ کنکر اور مٹی کے ڈھیلے انہیں مارتا۔ جو اس ہمسایہ کے گھر گرتے اور اُسے تلاوت و عبادت کے وقت تکلیف دیتے۔ وہ کبوتر باز کی اس حرکت سے تنگ آچکے تھے۔ مگر اُسے کچھ نہ کہتے۔ کافی عرصہ اس کبوتر باز کا یہی کام رہا۔ آخرکار نیک اللہ کے بزرگ نے ہمسایہ کبوتر باز کو کبوتر اڑانے کے لئے ایک لمبا سا بانس خرید دیا اور کہا کہ اے بھائی تجھے چھتری سے کبوتر اڑانے کے لئے ڈھیلے وغیرہ جمع کرنے اور مارنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ یہ بانس تجھے بآسانی کبوتر اڑانے کا کام دے گا۔ کبوتر باز نیک ہمسایہ کے اس حسنِ سلوک سے بہت متاثر ہوا، اس نے شرمندہ ہو کر معافی مانگی اور ہمیشہ کے لئے کبوتر بازی سے تائب ہو کر نیک بزرگ کی صحبت میں آگیا ——

مدرسہ عربیہ منبع الفیوض حامد آباد

بہاولپور ڈویژن

(۱) مدرسہ ایک عرصہ سے قائم ہے اور اعلیٰ پیمانہ کی درسگاہ ہے جس کے فارغ شدہ علماء کرام و حفاظ ملک میں دینی و قومی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۲) مدرسہ ہذا میں جامع مسجد زیر تعمیر ہے جس پر کم و بیش پچاس ہزار کا صرفہ ہے دولت مند مخیر حضرات اپنے ذاتی مال سے مسجد شریف کے تعمیری فنڈ میں بھی معقول امداد بھجوا کر صدقہ جاریہ میں حصہ لیں

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مہتمم مدرسہ

داخلہ

خادم العلوم مدرسہ تعلیم القرآن ڈوال ضلع جہلم کی انجمن نے کتب درسیہ متداولہ کی تدریس کے لئے (مولوی) حبیب الرحمٰن صاحب میانوالوی فاضل قاسم العلوم ملتان کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ طلباء کے لئے ہر قسم کی سہولتیں مہیا ہیں۔

یکم شوال سے لیکر تیس شوال المکرم تک داخلہ کھلا رہے گا ——

پتہ! حافظ راجہ خاں مہتمم مدرسہ خادم العلوم تعلیم القرآن ڈوال جامع مسجد خواجگاں —— ضلع جہلم۔

مدرسہ قاسم العلوم تھریچانی

کے متعلق

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری ؒ کے ارشادات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد مدرسہ قاسم العلوم تھریچانی اصل میں میرے مربی اعلیٰحضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ نے چک ضلع سکھر میں قائم کیا تھا۔ حضور انور کے مبارک زمانہ میں چک ہی میں اس کا قیام رہا۔ جب حضور انور کا وصال ہوگیا اور اس کے نظام میں کچھ خلل محسوس ہونے لگا تو اعلیٰحضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی خلف الرشید حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہٗ مدرسہ کے زمانۂ قیام سے تقریباً بائیس سال کے بعد مدرسہ قاسم العلوم کو چک سے منتقل کر کے تھریچانی میں لے آئے تاکہ اپنے مربی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقۂ جاریہ کی تعلیمی و مالی وغیرہ انتظام کی جانچ پڑتال ہر وقت کر سکیں اب حضرت مولانا مرحوم و مغفور کے وصال کے بعد اس مدرسہ کی باگ ڈور ان کے خلف اکبر مولوی محمد صاحب کے ہاتھ میں ہے اور مولانا ممدوح کے بقیہ تینوں صاحبزادے اس صدقۂ جاریہ کی خدمت میں اُن کے معاون ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ چاروں صاحبزادے خلف الرشید ہیں، بالخصوص حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کے خلف اکبر مولوی محمد صاحب عالم باعمل ہونے کے علاوہ بفضلہ تعالیٰ اعلیٰ درجہ کے دیانت دار اور بے حد شریف الطبع واقع ہوئے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین کامل ہے کہ گرد و نواح یا نواح بعیدہ کے مسلمان جو خدمت مدرسہ کے اجراء اور بقاء کے لئے کریں گے۔ وہ یقیناً صحیح مصرف پر صرف ہوگی۔ میرے مربی و محبوب اعلیٰحضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ صدقہ جاریہ خدا کرے قیامت تک قائم رہے۔ آمین یا الٰہ العلمین! —— ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ
۲ راکتوبر ۱۹۵۰ء

العارض:۔ احقر الانام، احمد علی لاہوری،
(حال وارد تھریچانی)

خواتین کیلئے قابل غور

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیکون اخر امتی نساء کاسیات عاریات علی روسھن کاسنمۃ البخت العنوھن فانھن ملعونات معجم صغیر طبرانی ص ۲۳۲

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے خود جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا میری امت کے آخری زمانہ میں ایسی عورتیں ہوں گی جو لباس تو پہنیں گی مگر ان کا بدن ننگا ہوگا اور ان کے سر پر بختی اونٹوں کے کوہان کی شکل ہوگی ان پر لعنت کرو کہ وہ اللہ کی رحمت سے دور ہوں گی۔

یعنی وہ اپنے سر کے بالوں کو اس طرح پھیلا لیں گی کہ وہ اونٹ کے کوہان کی طرح اونچے نظر آئیں گے۔ واللہ الموفق

بات آئی گئی ہوگئی ــــ اور وقت گزرتا گیا۔

چند دن کے بعد بادشاہ نے شکار کا پروگرام بنایا ــــ امراء و وزراء کو ساتھ لیا اور ایاز کو بھی ساتھ چلنے کا حکم دیا ــــ

چلتے چلاتے وہ ایک گھنے اور خوفناک جنگل میں پہنچ گئے بادشاہ نے جنگل میں پہنچ کر گھوڑے کو ایڑ لگائی ــــ ساتھ ہی ایک صندوقچہ جو قیمتی جواہرات اور بیش بہا موتیوں سے بھرا ہوا تھا زمین پر اس طرح گرایا کہ ساتھیوں کو اس بات کا احساس بھی نہ ہو سکے کہ صندوقچہ جان بوجھ کر گرایا گیا ہے گھوڑے کو ایڑ لگنا تھا کہ وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ اور بادشاہ آن کی آن میں نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔

امراء رؤسا اور مصاحبین نے سوچا کہ اس قدر قیمتی مال اور بیش بہا جواہرات کیوں ضائع جائیں۔ بادشاہ کو پتہ نہیں چلا وہ آگے بڑھ گیا ہے ــــ ہم ان جواہرات اور موتیوں کو سمیٹ لیں۔ چنانچہ وہ اسی میں مصروف رہے ــــ

بادشاہ نے کئی میل کے فاصلہ پر جاکر گھوڑا روکا اور پیچھے مڑکر دیکھا تو سوائے ایاز کے اور کوئی ساتھ نہ تھا ــــ کچھ وقفے کے بعد دوسرے درباری بھی بادشاہ سے آن ملے ــــ بادشاہ نے اُن سے سوال کیا کہ آپ سب پیچھے کیوں رہ گئے تھے سب نے جواب دیا کہ جناب موتیوں اور جواہرات سے بھرا ہوا صندوقچہ گر گیا تھا ہم موتی اور جواہرات چننے میں مصروف ہو گئے کہ مال کا بلا وجہ ضیاع نہ ہو ــــ اس لئے پیچھے رہ گئے تھے ــــ اب بادشاہ نے ایاز کی طرف رُخ کیا اور پوچھا ایاز تم موتی چننے میں کیوں مصروف نہیں ہوئے یہ تمام امراء و رؤسا اور وزراء ہیں انہیں مال کی اس قدر احتیاج نہیں جتنی کہ تجھے ہے ــــ لیکن تو نے مال و دولت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اور میری مصاحبت کو زر و جواہرات پر ترجیح دی ــــ اس کی کیا وجہ ہے؟ ــــ

ایاز نے نہایت ادب سے عرض کیا۔ "جہاں پناہ! یہ ٹھیک ہے۔ میں انتہائی غریب اور ایک ادنٰے غلام ہوں ــــ مجھے مال و دولت کی ان سے زیادہ احتیاج ہے۔ لیکن میں نے خیال کیا کہ جنگل خوفناک ہے اور آپ تنہا جنگل میں جا رہے ہیں۔ کہیں یہ نہ ہو کہ کوئی موذی جانور آپ پر حملہ آور ہو اور آپ کو گزند پہنچائے ــــ میں نے اس خیال سے آپ کی مصاحبت کو موتی چننے پر ترجیح دی پھر آپ جانتے ہیں کہ محبت کے تقاضے بھی عجیب ہوتے ہیں ــــ

ان لوگوں نے اپنے لئے زر و جواہرات اور موتیوں کا انتخاب کیا اور میں نے موتیوں والے کا انتخاب کیا۔ اب آپ ہی فرمایئے سودا میں نے کھرا کیا ہے یا انہوں نے؟ ــــ یہ موتیوں پر قناعت کر گئے اور میں نے اپنے لئے اُسے چُنا جو موتیوں کا مالک ہے ــــ

برادرانِ محترم

عرض کرنا یہ مقصود تھا کہ جیسے ایاز نے موتیوں والے کا چناؤ کیا تو موتی اس کے قدموں میں ڈھیر ہو گئے ــــ اور نہ صرف موتی بلکہ ساری سلطنت کا حکمران اس کا فریفتہ ہوگیا اور اُس نے اُسے جیت لیا ــــ بعینہٖ یہی حال روزہ کا ہے۔ صرف روزہ کو صحیح معنوں میں نبھانے سے اجر ہیں اللہ رب العزت ملتے ہیں۔ اور جسے اللہ مل جائے اُسے اور کیا چاہیئے ــــ اُسے تو سب کچھ مل گیا ــــ ساری کائنات کے کارخانوں کی کنجیاں جس کے قبضہ میں ہیں۔ اور تمام نظام کائنات جس کے ادنیٰ اشارے پر رقص کرتا ہے۔ اگر وہ مل جائے تو پھر احتیاج کس چیز کی باقی رہتی ہے ــــ

دُعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے اور روزہ کو صحیح معنوں میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ــــ

روزہ کی خصوصیات

محترم حضرات! روزہ کی بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ ایک ایسی عبادت ہے۔ جو خدا کے علاوہ اور کسی کے لئے ہو ہی نہیں سکتی ــــ ریا کا شائبہ تک بھی اس میں راہ نہیں پا سکتا ــــ اور چونکہ یہ عبادت خالصتًا اللہ کے لئے ہے ریا سے بالکل پاک ہے۔ اس کا اجر بھی اسی قدر عظیم ہے ــــ ابن علینہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں کے حقوق و مظالم روزے کے علاوہ اور تمام اعمال کے ساتھ ادا کئے جائیں گے اس دن خدا تعالٰے ایماندار بندے سے تمام گناہ خواہ وہ کسی قسم کے ہوں روزے کی برکت سے اٹھا دے گا ــــ اور روزہ دار رفقہ کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا۔

اللہ تعالٰے ہمیں روزے کے تمام لوازمات اور مقصد روزہ کو کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ــــ آمین

ہوا مال اللہ کے راستہ میں دے دینا قیامت میں کام آئے گا — یہ صحبت نبوی کا اثر تھا کہ مدینہ کے انصار نے مہاجرین مکہ کے ساتھ سلوک کیا۔ حضورؐ کے فیض صحبت سے آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہو گئے۔ مسلمان ایک عضو واحد کی مثل ہیں۔ کہ اگر ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو دوسرے اعضاء چین محسوس نہیں کرتے۔ کل کی بات ہے کہ ترکی پر مصیبت آئی تو ساری دنیا کے مسلمان بے تاب ہو گئے تھے۔ الجزائر میں فرانس آٹھ سال تک آگ برسا کر مسلمان مجاہدین کے خون سے ہولی کھیلتا رہا۔ لیکن اقوام متحدہ سوالیہ نشان بنی رہی۔ اور دوسرے مسلمانوں کے کانوں پر بھی جوں تک نہ رینگی جب اللہ تعالیٰ نے مسلمان مجاہدوں کی کی نصرت اور غائبانہ امداد فرمائی — تو الجزائری مجاہدین نے فرانسیسی سنگینوں کے منہ پھیرا دئے۔ جس قوم میں جذبۂ جہاد پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ باطل کے مقابل ڈٹ جاتے ہیں ؎

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کشمیر کے مسلمانو کو بغیر کسی قربانی دئے آزاد فرمائے۔ کاش ہم سمجھ سکتے۔ ادھر کشمیر مصیبت میں مبتلا ہے۔ اور ادھر فلسطین بھی گرفتار بلا ہے۔ اور ہم پاکستانی ہیں کہ سینماؤں میں دن رات داد عیش دے رہے ہیں — ثقافت کے نام پر رقص و سرور کی محفلیں شراب خوری۔ اور حکومت کی سرپرستی میں بدکاری کے اڈے نشو و نما پا رہے ہیں کاش اللہ تعالیٰ ہمارے قائدین کو بہتر بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ مسلمان اسلام کے نام پر گردن کٹا سکتا ہے۔ وطن کے نام پر گردن نہیں کٹا سکتا۔ اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے ہر طرح کی قربانی دے سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ رمضان المبارک اور قرآن مجید کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ رمضان اور قرآن بندے کی سفارش کریں گے اور ان کی سفارش قبول کی جائے گی

وَآخِرُ دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین
سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا
اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنَعُوْذُبِکَ

الاستفتاء

(الف) کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ مثلاً زید رمضان شریف میں تراویح کے اندر قرآن شریف سناتا ہے اور لوگوں سے پہلے رقم اور کھانے پینے اور دستار وغیرہ کے متعلق وعدہ لے لیتا ہے۔ مثلاً پچاس روپے وصول کرونگا۔ اور روٹی اس طرح کی لونگا

(ب) اور اس کے برعکس بکر قرآن شریف سناتا ہے۔ اور لوگوں سے کوئی وعدہ وعید نہیں لیتا۔ مگر دل میں خیال ضرور ہوتا ہے۔ کہ کوئی اچھی جگہ ہو کہ قرآن شریف سناؤں۔ غریب طالب علم ہوں کچھ بن جائے گا۔ اور کھانے وغیرہ کا انتظام بھی اچھا ہوگا۔ مگر زبان سے اس خیال کو کسی سے بیان نہیں کرتا بعد از ختم قرآن شریف رقم اچھی ملی تو خوش ہوا۔ اگر تھوڑی ملی تو دل میں ملال پیدا ہوا۔

(ج)۔ اور اس کے برعکس عمرو قرآن شریف سناتا ہے۔ اور دل میں محض رضائے الٰہی مقصود ہے۔ حتیٰ کہ روٹی کھانا بھی دوسروں سے گوارا نہیں کرتا۔ مگر لوگ مجبور کرتے ہیں تو کھا لیتا ہے۔ بعد از ختم قرآن شریف کچھ نہیں لیتا۔ اور لینے کو اچھا نہیں سمجھتا۔ مگر لوگ مجبور کرتے ہیں۔ تو لوگوں کی طیب خاطر کچھ یا ساری رقم جمع شدہ دستار وغیرہ لے لیتا ہے

آپ برائے مہربانی ان تینوں حافظوں کے پیچھے نماز کا اور لینے دینے کا از روئے شرع شریف کیا حکم ہے۔ بینوا و توجروا!

السائل — حافظ محمد عبد المالک ہزاروی مدرسہ فرقانیہ مدنیہ محلہ مقبول پورہ راولپنڈی و متعلم مرکزی دار الترتیل مزنگ —— لاہور

الجواب

بسم اللہ و حامدا و مصلیا و مسلما

(الف و ب) عبادات پر اجرت لینا حرام ہے۔ لینے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔ اگر اجرت طے نہ کی جائے۔ تو اجارہ مجہول کا فساد اور الگ ہے اور جہاں اس کا رواج پڑا ہوا ہے کہ اجرت پر ہی لوگ پڑھتے اور لوگ برابر دیتے ہیں۔ وہاں بغیر طے کئے بھی شل طے کرنے کے ہی ہوگا۔ بقاعدہ۔ المعروف کالمشروط وہ بھی گناہ میں رہے گا

ج:۔ اگر پہلے سے ایسے تعلقات ہیں کہ کھانا وغیرہ ایک دوسرے کے یہاں کھاتے ہیں۔ تو مضائقہ نہیں۔ ورنہ وہ بھی یہی ہے۔ رقم دستار تو اس کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتا اس لئے یہ سب ناجائز ہی ہے واللہ اعلم

الجواب صحیح بلا ریب صور ثلاثہ میں لینا دینا حرام ہے
محمد عبد المالک مدرس مدرسہ فرقانیہ مدنیہ

کتبہ جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور (۱۰ رجب ۱۳۸۱ھ)

کرتار پورہ شہر راولپنڈی ۲۰ رجب المرجب

قرآن اور حدیث

از مولانا اسلام الحق مظاہری ——— سہارنپوری

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں امت پر دو چیزیں فرض فرمائی ہیں اور انہیں دو کو اصول ایمان (بنیاں) قرار دیا ہے۔ ایک کتاب اللہ (قرآن مجید) اور دوسری سنت رسول اللہ (احادیث) انہیں دو چیزوں پر ایمان و عمل کی عمارت قائم ہے۔ قرآن مجید میں اس امر کو متعدد مقامات پر واضح کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (الفتح)

(ترجمہ)

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

ترجمہ (تغابن)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم نے (اس سے) منہ موڑ لیا، تو ہمارے رسول پر بھی صرف کھول کر پہنچا دینا ہی ہے

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (انفال)

ترجمہ! اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ —— (الانفال)

ترجمہ! اے ایمان والو اجابت کرو۔ اللہ کے حکم کی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کی جب کہ وہ تم کو بلائیں۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (اعراف)

ترجمہ! لوگو! اللہ اور اس کے رسول نبی امی (محمدؐ) پر ایمان لاؤ کہ وہ خود بھی اللہ اور اس کی کتاب پر ایمان رکھتا ہے اور آپؐ کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔

ان تمام آیات قرآنی میں کتاب اللہ (قرآن) اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونوں کا ایک جگہ ذکر فرما کر اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے ساتھ ساتھ دونوں کو لائحہ عمل بنانا بھی لازمی اور ضروری ہے۔ آیت نمبر ۳، ۴، ۵ میں اس امر کو خاص طور پر واضح کیا گیا ہے۔ ہدایت یاب ہونے کی شرط یہ قرار دی گئی۔ کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان پر عمل کیا جائے جس کا اس کے خلاف عمل ہوگا جماعت المسلمین اور جماعت المؤمنین ——— سے خارج ہوگا۔ ارشاد خداوندی ہے (قولہ تعالیٰ)

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

ترجمہ! اور جو شخص دین اسلام کے علاوہ اور کوئی دین (رسالت) اختیار کرے گا پس وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا (آل عمران) وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں سے ہوگا"

یعنی حلقۂ اسلام میں اس وقت داخل اور شمار کیا جائے گا، جبکہ دین اسلام پر کامل اور اکمل طریقہ سے قائم ہوگا۔ ان تمام اوامر کو قبول اور اپنانا پڑے گا۔ جن کا ثبوت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو اور ان تمام نواہی سے اجتناب کرنا ہوگا۔ جن کا اثبات قرآن و حدیث سے ثابت ہو۔ ارشاد خداوندی ہے

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر)

ترجمہ! اور جو چیز تم کو رسولؐ دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔

معلوم ہوا " قرآن وحدیث " دونوں ہی قابل عمل ہیں۔

کیونکہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ ان کا اتباع اور ان کی اطاعت کی جائے۔ ارشاد ربانی ہے

قولہ تعالیٰ! وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء)

ترجمہ! اور کوئی رسولؐ نہیں بھیجا ہم نے مگر (اس لئے کہ)، اس کی اطاعت کی جائے۔ اللہ کے حکم کے ساتھ!

یعنی ہم نے جتنے بھی نبی، پیغمبر دنیا میں بھیجے ہیں۔ ان کو ہدایت کا سرچشمہ اور ہدایت کا مخزن بنا کر اپنے بندوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تاکہ دنیا میں میرے بندوں تک میرے اوامر و نواہی کو (قولاً و فعلاً) پہنچا دیں۔ اسی طریقہ سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نبی اور رسول بنا کر عام انسانوں (اور جنوں) کی طرف مبعوث فرمایا —— اور امت پر فرض قرار دیا۔ کہ آپؐ کی اتباع اور اطاعت کی جائے۔ اگر کوئی ہدایت کا راستہ حاصل کرنا چاہے!

قولہ تعالیٰ۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب)

ترجمہ! بے شک تمہارے لئے رسول میں اچھا نمونہ ہے۔

آپ کی تعلیمات اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو قبول اور اس پر عمل کیا جائے، کیونکہ نبی جو بھی امر یا نہی پیش کرتا ہے۔ وہ اپنی جانب سے نہیں بلکہ سب کچھ من جانب اللہ ہوتا ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (النجم)

اور (نبی) اپنی جانب سے نہیں فرماتے بلکہ (جو کچھ بھی) فرماتے ہیں بذریعہ وحی فرماتے ہیں۔

جس کا عمل ان دونوں پر ہوگیا اور اس کی زندگی ان دونوں کے موافق ہوگی فیصلہ خداوندی ہے کہ ایسا ہی انسان اور ایسا ہی شخص کامیاب اور ہدایت یافتہ ہے جیسا کہ آیت ۵ میں اللہ رب العزت نے واضح فرمایا ہے۔

اب اگر کوئی انسان یا کوئی فرقہ و جماعت اس کے خلاف عقیدہ رکھتی اور دعویٰ کرتی ہے۔ تو وہ قابل عمل اور قابل قبول نہیں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں باطل ہے۔

فرقہ قرآنیہ کا عقیدہ ...... اور دعویٰ ہے کہ محض قرآن پر عمل کر لینا کافی ہے۔ جس کا باطل اور غلط ہونا۔ آیات قرآنیہ سے واضح طریقہ سے سامنے آگیا ہے۔ اسی طریقہ سے احادیث رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) سے بھی اس کا باطل اور غلط ہونا صاف اور بین طریقہ سے ثابت ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو فرمان نبوی (صلے اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابو رافعؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔ کہ تم میں سے

کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے چھپر کھٹ (آرام گاہ) میں تکیہ لگائے ہوئے ہو اور میرے ان احکام میں سے (احادیث) جن کا میں نے حکم دیا ہے یا جن سے منع کیا ہے۔ کوئی حکم اس کے پاس پہنچے اور وہ اس کو سُنکر یہ کہہ دے کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ جو کچھ ہم کو خدا کی کتاب میں ملا، ہم نے اس کی اطاعت کی (ترمذی شریف ج۲ ص۹۱ ومشکوٰۃ شریف)

یعنی حضور اقدس (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اس کو پسند نہیں فرمایا کہ کوئی اس قسم کا دعویٰ کرے کہ بس جو قرآن سے ثابت ہوگیا وہی کافی ہے عمل کے لئے۔ حالانکہ یہ خود قرآنی آیات کے خلاف ہے۔ جیسا کہ بطور نمونہ چند آیات پیش کی گئی ہیں۔ اسی قسم کا مضمون ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جو میری اطاعت کرے اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے (گویا کہ) اللہ کی نافرمانی کی (نسائی شریف ج۲ ص۱۸۶ (بخاری میں حضرت ابی ہریرہؓ سے منقول ہے ج۱ ص۴۱۵)

یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) دونوں کو ہی اپنانا پڑے گا اس قسم کا مضمون اللہ رب العزت بھی ارشاد فرماتے ہیں: (قولہٗ تعالےٰ)

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء)

ترجمہ: جس شخص نے رسولؐ کی اطاعت کی بے شک اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اسی طریقہ سے جس جماعت کا یہ عقیدہ — اور دعویٰ ہے کہ فقط احادیث کو اپنا لینا اور اس پر عمل کر لینا کافی ہے تو یہ بھی قرآن و حدیث کی تصریحات کے بالکل خلاف اور غلط ہے

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا (بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور تحقیق ہم نے طرح طرح سے سمجھایا تاکہ یہ لوگ کسی طرح سمجھیں مگر اس سے ان کی نفرت بڑھتی گئی۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے (قولہٗ تعالےٰ)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ... فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (مائدہ)

اور جو اللہ رب العزت کی نازل کردہ کتاب (قرآن) کے مطابق حکم نہ دے تو یہی لوگ ظالم ہیں۔

معلوم ہوا کہ نہ محض احادیث کو اپنا لینا... کافی ہے اور نہ صرف قرآن ہی سے حدیث کے بغیر رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے —

(اس آیت شریفہ کی تفسیر و تشریح بھی نقل کی جاتی ہے۔ تاکہ کوئی اہل قرآن اس سے اپنا استدلال نہ فرمائیں۔

فرمان نبویؐ

اِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا —— (الخ) مسلم شریف

ترجمہ: بے شک بہترین باتوں کا (خزانہ) کتاب اللہ ہے (قرآن) اور بہترین راستہ (وہ ہے جس کو آپؐ نے فرمایا) اور بدترین امور وہ ہیں۔ جو دین میں نئے ایجاد کئے جائیں —

خلاصہ بحث

بہرحال اللہ رب العزت نے اس (امت محمدیہؐ) کو یہ دو عظیم اور بے بہا... نعمتیں عنایت فرمائی ہیں یعنی کتاب اللہ (قرآن) اور سُنت رسول اللہ (احادیث)

لہٰذا خدا اور رسول نے ان ایمان ویقین کی بنیاد قرار دیا، ان پر عمل کرنے کا حکم فرمایا، اور فیصلہ فرما دیا کہ اگر ان دونوں کے علاوہ کوئی اور راستہ یا کوئی اور عقیدہ گھڑا گیا تو کامیابی کی راہ کا حاصل ہونا ناممکن ہے اور فیصلہ خداوندی کے خلاف ہے۔

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

کرنے والی جماعتوں کا حال یہ ہے الّا ماشاء اللہ کہ وہ اسلامی نام کے پردے میں صرف اپنی قیادت اور لیڈرشپ کا لوہا منوانا ہی اپنا نصب العین سمجھتی ہیں اور بعض جماعتیں مادرائے اسلام کی داعی ہیں جن کا وجود یا عدم وجود اسلام کے لئے برابر ہے۔ حیف صد حیف اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر شیطان اس ملک میں ننگا ناچ رہا ہے، ارتداد اور کفر کی تبلیغ شباب پر ہے۔ لیکن کسی سیاسی جماعت کو اسلام کے بچانے کی فکر دامنگیر نہیں —— اس وقت ہمارا نصب العین اسلام —— اسلامی قانون اور صرف کتاب وسنت کی روشنی میں وضع کردہ دستور ہونا چاہیئے ——

اگر یہ مشترک مقصد ہمارا نصب العین حیات بن جائے تو یقین جانئے۔ سب اختلافات یکسر ختم ہو جائیں اور کرسی اقتدار کا بھوت دُم دبا کر بھاگ جائے۔ کیونکہ کوئی مسلمان اور اسلام پسند شخص کبھی جاہ پرست خود غرض، لالچی اور اقتدار پرست یا اقتدار کا بھوکا نہیں ہو سکتا — وہ فقط اسلام کی حاکمیت کا قائل اور اللہ جلّ شانہٗ کے اقتدارِ اعلےٰ کا پرستار ہوگا —

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

(اقبالؒ)

اللہ تعالےٰ ہمارے حکام و عمال اور تمام سیاسی پارٹیوں کو علمائے اسلام کے مشورہ کے مطابق اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے اور قوانین اسلامی کو اس ملک میں رواج دینے کے لئے ہمیں اسلام کا سچا سپاہی بنائے یہی ہماری سربلندی ہے اور اسی میں استحکامِ پاکستان کا راز مضمر ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بچوں کا صفحہ

اکابرِ اُمّتِ محمّدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ:- حافظ غلام مصطفےٰ کرنالوی متعلم مدرسہ عربی خیر المدارس ملتان

حضرت سعید بن مسیّب تابعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سعید بن مسیبؒ تابعین میں بہت بڑا مرتبہ رکھتے ہیں - ایک دن مدینہ منورہ کی گلیوں میں بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ ولید اموی حج کے بعد مدینہ آیا - ان دنوں مدینہ منورہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تھے - خلیفہ ولید کی آمد پر لوگ مسجد سے باہر کر دئے گئے - لیکن حضرت سعید بن مسیبؒ جہاں بیٹھے تھے وہیں بیٹھے رہے - اور فرمایا یہ عجیب خلیفہ ہے کہ خانۂ خدا سے لوگوں کو نکالتا ہے اور بیٹھنے نہیں دیتا - جب خلیفہ مسجد کے دروازے پر آ گیا تو پہرہ داروں نے کہا کہ خلیفہ آ گیا ہے سلام کے لئے اٹھئے - آپ نے فرمایا خدا کے گھر میں دو کا سلام نہیں ہوتا اور نہ مسجد میں امتیاز کی ضرورت ہے - مسجد میں بادشاہ کو ایک مسلمان کی حیثیت سے آنا چاہئے - خلیفہ کی نظر جب سعیدؒ پر پڑی تو پوچھا کہ کون ہیں - عمر بن عبدالعزیزؒ کو سعیدؒ کا ادب ملحوظ خاطر تھا اور ان کے زہد و ورع کے وہ قائل تھے، کہا یہ سعید ہیں بصارت میں فرق آ گیا ہے - دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور سلام کرتے - خلیفہ نے کہا میں خود ان کے پاس جاؤں گا - چنانچہ خلیفہ نے ان کا حال پوچھا، تو بے توجہی سے فرمایا "الحمد للہ خیریت ہے"۔

حضرت سعید بن مسیب نے کبھی کسی بادشاہ کے عطیہ کو قبول کرنا گوارا نہ فرمایا - اور کبھی سلطنت کے وظیفہ خوار نہ بنے - زبان اظہارِ حق کے لئے ہمیشہ بے باک رہی - ایک دن خلیفہ ہشام اموی کا قاصد ان کے سامنے سے گذرا - اس کو پاس بلا کر فرمایا کہ بنی مروان کو تم کس حال میں چھوڑ آئے ہو - وہ بولا - بخیریت - فرمایا تم نے اس حال میں چھوڑا ہے - کہ کتوں کو کھلاتے ہو اور انسانوں کو بھوکا دیکھتے ہو - یہ سن کر قاصد کا چہرہ غصّے سے سرخ ہو گیا - اس کے چلے جانے کے بعد ملنے والوں نے کہا اپنی جان کے درپے کیوں ہو - جواب دیا کہ جب تک میں حق پر ہوں خدا تعالیٰ مجھ کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا -

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو حازم علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں نے علماء کا وہ دور دیکھا ہے کہ جب امراء اور سلاطین ان کے پاس آتے تھے اور ان کے دروازوں پر غلاموں کی طرح کھڑے ہوتے تھے، اور اب یہ دیکھ رہا ہوں کہ فقہاء، علماء اور عبّاد امراء سلاطین کے دروازہ پر پہنچ رہے ہیں - امراء و سلاطین نے یہ حال دیکھا - تو ان کو چھوٹا اور حقیر سمجھنے لگے اور یہ خیال کرنے لگے - کہ جو چیز ہمارے ہاتھوں میں ہے (یعنی مال و دولت دنیوی) یہ اس سے بہتر ہے جو ان کے ہاتھ میں ہے یعنی دین اسلام - اور فرمایا کرتے جب کوئی ایسے زمانے میں داخل ہو کہ لوگ عمل کی بہ نسبت باتوں سے زیادہ خوش ہوں تو سمجھ لے - کہ بدترین لوگوں اور بدترین دور سے گذر رہا ہے -

ایک یمنی زاہد حجاج بن یوسف کے دربار میں

طاؤس الحرمین ذکوان بن کیسان علماء تابعین میں رئیس العلماء کے لقب سے مشہور تھے - پچاس صحابہؓ کی زیارت کی تھی - اپنی عمر میں چالیس حج کئے - بے مثل فقیہ، عالم اور پرہیزگار تھے - سنہ ۱۰۶ھ میں بعمر ۹۷ سال مکہ معظمہ میں انتقال ہوا - حجاج ابن یوسف ثقفی اس زمانہ میں مکہ کا حاکم تھا - اس نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کیا - آپ تشریف لے گئے - اس نے داہنی جانب مسند کے قریب جگہ دی - کچھ باتیں ہو رہی تھیں کہ یمن سے ایک شخص آیا - حجاج نے اپنے بھائی محمد بن یوسف حاکم یمن کی خیریت دریافت کی - یمنی زاہد بولا - جب سے اس کو چھوڑا ہے وہ اس حال میں ہے کہ ریشمی لباس زیب جسم ہے - حجاج نے کہا میرا مطلب اس کے عادات و اطوار سے ہے - یمنی زاہد بولا "حجاج! مت پوچھ تجھے شرمندگی ہوگی - اگر سننا ہی چاہتا ہے تو سُن - وُہ ظالم، بدکردار، ستمگر اور خالقِ اکبر کا نافرمان ہے" حجاج نے آنکھیں بدل کر اور تیوری چڑھا کر کہا - کہ تم کو یہ خبر ہے وہ میرا بھائی ہے اور میرے نزدیک اس کا کیا مرتبہ ہے - یمنی زاہد بولا "سب کچھ جانتا ہوں - مگر میری زبان نہ کھلوا" حجاج یہ سن کر خاموش ہو گیا - یمنی زاہد بلا اجازت چلا گیا - طاؤس الحرمین بھی ان کے پیچھے چلے گئے وہ رئیس العلماء کے لقب سے مشہور تھے - جا کر دامن پکڑ لیا - اور کہا "اے شیخ! میں آپ کی صحبت سے مستفید ہونا چاہتا ہوں" یمنی زاہد بولا "اے طاؤس! جو لوگ امراء اور سلاطین کی مسند پر پہلو بہ پہلو بیٹھتے ہوں ان کو بوریہ نشینوں کی صحبت سے کیا حاصل ہو سکتا ہے - حالانکہ تم خوب واقف ہو کہ عوام النّاس تم سے شرعی مسائل میں رجوع کرتے ہیں اور فتوے پوچھتے ہیں" طاؤس الحرمین بولا "آپ نے سچ کہا - لیکن جیسا ہے ہمارا امیر ہے اور ہم پر امیر بنایا گیا ہے - آپ بھی تو اس کے طلب کرنے پر چلے آئے" - یمنی زاہد بولا "جب آپ کو حاکم تک رسائی حاصل ہے، رعایا کی صحیح ترجمانی کیوں نہیں کرتے -)

کیوں حق کی رغبت اور عدل و انصاف کی طرف اس کی طبیعت مائل نہیں کرتے طاؤس کیا تم خدا کی نسبت بندوں کا خوف زیادہ غالب ہے"، طاؤس پر رقت طاری ہو گئی - بعد میں آپ نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا - میں اپنے عمل سے شرمندہ ہوں، تائب ہوتا ہوں اور خدا سے اپنی بخشش کی دعا کرتا ہوں - آپ سے یہ میری آخری التجا ہے - کہ کچھ عرصہ اپنی صحبت سے مستفید ہونے کا موقعہ مرحمت فرمائیں - یمنی زاہد نے کہا "خدا تم کو حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے"

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/G مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بذریعہ چٹھی نمبری T. B. C-۲۷۳۰-۲۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

شیخ التفسیر رح نمبر

ادارہ خدام الدین نے رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے دن شیخ التفسیر قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی رح کی یاد میں ایک شاندار نمبر نکالنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ نمبر اپنی صوری اور معنوی خوبیوں کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہوگا۔

علماء کرام، صوفیائے عظام، اصحاب قلم حضرات اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین سے مضامین ارسال کرنے کی درخواست ہے۔

مضامین

۱۰ رمضان المبارک تک خدام الدین کے دفتر میں پہنچ جانے چاہئیں۔

(ایڈیٹر)

شجرہ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ
اور ترکیب ذکر جہر

سہ رنگا • آرٹ پیپر
قیمت ۲۵ پیسے ——— ڈاک خرچ ۱۳ پیسے

قرآن مجید (سندھی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہٗ شائع ہوگیا ہے۔

ہدیہ فی جلد سات روپے ڈاک خرچ دو روپے کُل نو روپے۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں روحانی بیماریوں کا مکمل علاج

مجلسِ ذکر کے مضامین کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ آپ ان مضامین کے عنوانات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مذکورہ کتاب میں کیا درج ہے۔ حضرت شیخ التفسیر مدظلہ مجلسِ ذکر کے بعد جو ارشادات فرماتے رہتے ہیں وہ خدام الدین میں چھپتے رہتے ہیں۔ بعد میں ان کو کتابی شکل میں شائع کر دیا جاتا ہے۔ کتاب کے پانچ حصے ہیں۔ ہر ایک حصہ کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ مکمل سیٹ کی قیمت پانچ روپے محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ تاجران کتب کیلئے خاص رعایت ہے۔

خاص خاص مضامین کی فہرست

حصہ اول	حصہ دوم	حصہ سوم	حصہ چہارم	حصہ پنجم
• ذکرِ الٰہی کی خاصیتیں	• تقویٰ اور زہد میں فرق	• آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے بغیر اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔	• فیض کیا چیز ہے	• ریا۔ سمعہ
• ذکرِ الٰہی کی تاثیر	• عالمِ وحدت اور عالمِ کثرت		• کامل کی صحبت	• باطن کی اصلاح کے بغیر صحیح طریقہ سے شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا۔
• موتِ محمود	• انسان کی روحانی تربیت		• تزکیہ کی برکات	

[illegible] شیرانوالہ گیٹ لاہور [illegible]

پرنٹر [illegible] مولوی عبید اللہ انور [illegible] دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا